الطرۃ الرضیہ

از

اعلیٰحضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پیشکش: الرضا پبلیکیشن ۳۷ میمن واڑہ روڈ، ممبئی ۳

شائع کردہ رضا اکیڈمی ۵۲ ڈونگاڈ اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹

Scanned with OKEN Scanner

سلسلۂ اشاعت نمبر ۱۴۲



وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُوا أَنفُسَهُمْ جَاءُوكَ



حج، عمرہ اور زیارت سراپا طہارت کے آداب و مسائل

اَلنِّیَّرَۃُ الْوَضِیَّۃ شَرحُ الْجَوْہَرَۃِ الْمُضِیَّۃ

۱۲۹۵ھ

مع حاشیہ

اَلطُّرَّۃُ الرَّضِیَّۃ عَلَی النِّیَّرَۃِ الْوَضِیَّۃ

متن:

از عالم اجل مولانا سید حسین بن صالح جمل اللیل فاطمی حسینی امام و خطیب شافعیہ مکہ مکرمہ متوفی ۱۳۰۱ھ

شرح و حاشیہ:- از اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

بفیض حضور مفتی اعظم حضرت علامہ شاہ محمد مصطفےٰ رضا قادری نوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رضا اکیڈمی
۵۲، ڈونگا اسٹریٹ، کھڑک، ممبئی ۹
فیکس: ۶۶۶۵۹۲۳۶ فون: ۶۶۳۴۲۱۵۶-۰۲۲

سنِ اشاعت ۱۴۱۸ھ

فہرست

مضمون	صفحہ
اجمالی تعارف	۳
شرح خطبہ	۴
ناسک کا معنے و مراد	۵
خطبۂ شرح	۶
سبب شرح	۷
شرائطِ وجوب حج	۸
مکاتب مدبّر ام ولد کی تعریف	۹
کیا ایمان کے سوا عبادتیں کفار پر فرض ہیں؟	۹
احرام کی کیفیت	۱۱
وہ امور جو احرام میں حرام ہیں	۱۳
نماز کا ایک اہم مسئلہ (حاشیہ ۱)	۱۵
حج و عمرہ کے ارکان	۱۶
حج کے فرض	۱۸
حج کے واجب	۱۹
حج کی سنتیں	۲۰
کھلا معجزہ (حاشیہ ۲)	۲۳
جرمانے کا بیان	۲۵
زیارت سراپا طہارت کا بیان	۲۶
حدیث "لاتشد الرحال" کا جواب (حاشیہ ۱)	۲۶
عجیب لطیفہ	۲۸
حسنین کریمین میں سے کون افضل ہے (حاشیہ ۱)	۴۲
تکملہ	۴۳
حج و عمرہ کی ترکیب	۴۴
قدرتِ الٰہی کا عجیب کرشمہ (حاشیہ ۱)	۴۲
قدرتِ ربانی کا صریح نمونہ (حاشیہ ۱)	۴۳
حاضریٔ مدینہ طیبہ	۴۴
عبد بمعنے غلام کا اطلاق و جواز (حاشیہ ۱)	۴۶
فائدہ جلیلہ	۴۸
فتوےٰ اعلیٰ حضرت دربارۂ زیارت	۵۰
حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ	۵۲

اجمالی تعارف

امام احمد رضا خاں بریلوی ۱۰ شوال بروز ہفتہ ۱۲۷۲ھ/۱۸۵۶ء میں رونق افزائے دارِ دنیا ہوئے۔ تمام علوم و فنون والدِ ماجد امام المتکلمین مولانا نقی علی خان قدس سرہ سے حاصل کر کے ۱۴ شعبان ۱۲۸۶ھ/۱۸۶۹ء میں فارغ ہو گئے اور اسی دن رضاعت کے ایک استفتاء کا جواب لکھا۔ والدِ ماجد نے فتویٰ نویسی کا کام آپ کے سپرد کر دیا۔ دنیائے اسلام کا یہ بطلِ جلیل اور اہلِ سنت کا مہرِ منیر ۲۵ صفر ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۱ء کو اہلِ عالم کی نظرِ ظاہر سے روپوش ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ۴۳ سال کی عمر میں والدِ ماجد کے ہمراہ ۱۲۹۵ھ/۱۸۷۸ء میں حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ وہاں اہلِ نظر نے نگاہِ اولین میں آپ کی عبقریت کا اندازہ کر لیا اور آپ کی جبین انور سے نمودار ہونے والے سعادت و ہدایت کے انوار کا واضح الفاظ میں اعلان کیا چنانچہ آپ نے ایک دن نماز مغرب مقام ابراہیم علیہ السلام میں ادا کی۔ نماز کے بعد امام شافعیہ حسین بن صالح جمل اللیل بغیر کسی سابقہ تعارف کے ان کا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لے گئے۔ دیر تک ان کی پیشانی کو تکتے رہے اور فرمایا "انی لاجد نور اللہ من ھذا الجبین" (بیشک میں اس پیشانی سے اللہ کا نور پاتا ہوں)۔ اس کے بعد صحاح ستہ کی سند اور سلسلہ قادریہ کی اجازت اپنے دستخط خاص سے مرحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تمہارا نام ضیاء الدین احمد ہے سند مذکور میں امام بخاری علیہ الرحمۃ تک گیارہ واسطے ہیں (تذکرہ علمائے ہند مترجم)

حضرت شیخ جمل اللیل نے اپنی تصنیف "الجوہرۃ المضیۃ" (مذہبِ شافعی کے مطابق مسائل حج پر مشتمل عربی قصیدہ) کی شرح لکھنے کی فرمائش کی۔ اعلیٰحضرت نے دو دن میں اس کی شرح "النیرۃ الوضیۃ" کے نام سے لکھ کر پیش کر دی جس میں ترجمۂ متن اور ایضاحِ مطالب کے علاوہ نہایت اختصار کے ساتھ مذہبِ حنفی کی وضاحت بھی کر دی اور واپس آ کر اس پر "الطرۃ الرضیۃ" کے نام سے حاشیہ سپردِ قلم فرمایا۔

یہ مجموعہ پہلی مرتبہ حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب قدس سرہ العزیز نے ۶۰۰ کی تعداد میں شائع کیا تھا اور عرصہ سے نایاب تھا۔ اتفاقاً ہمیں اس کا ایک نسخہ مل گیا جس میں حواشی صفحہ وار نہ تھے بلکہ کتاب کے آخر میں مجتمع تھے۔ بڑی محنت سے اس رسالہ کو نقل کیا، حواشی کو صفحہ وار کیا، فہرست مرتب کی۔ پیراگراف گرچہ خاطر خواہ نہیں تاہم یہ بھی ایک اضافہ ہے۔ مولانا شاہ محمد صاحب قصوری نے کتابت میں بڑی محنت کی ہے۔ مولانا محمد منشا صاحب تابش قصوری کے تعاون سے یہ کتاب پیش کی جا رہی ہے۔ بیشک یہ دونوں حضرات مستحق صد تشکر ہیں۔ مولائے کریم ہم سب کو مزید دینی خدمات کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد عبد الحکیم شرف قادری

۲۰ صفر ۱۳۹۴ھ

الطّرّة الرّضيّة على النيّرة الوضيّة

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی حمدہ من بحار القدس جوھرۃ مضیۃ والصلوٰۃ والسلام علی من الصلوٰۃ علیہ فی سماء النور منیرۃ وضیۃ وعلی الہ وصحبہ الذین السلام علیھم علی تلک الصلوٰۃ طرۃ رضیۃ واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدًا عبدہ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی الہ وصحبہ الی یوم القیمۃ امین۔ **اما بعد** فقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا غفرلہ واصلح عملہ نے زمانہ تالیف "النیرۃ الوضیۃ شرح الجوہرۃ الوضیۃ" میں اس پر بعض منہیات تقییدات لطیفہ پر مشتمل لغرض اظہار مرام یا تمام کلام یا ازہاق اوہام لکھے تھے۔ اب دیگر حواشی مفیدہ توضیح مسائل یا تخریج احادیث یا زیادت فوائد کو متضمن اور اضافہ کئے۔ مقصود اس تعلیق مختصر مسمّٰی بہ الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیہ سے صرف برادران دینی کے لئے فوائد کا اکثار نہ استیعاب کلام واستقصائے مرام جس کے لئے کم از کم پانسو ورق کی کتاب درکار۔ اسأل اللہ ان ینفع بھما وبسائر تصانیفی المسلمین ویجعلھا جمیعًا حجۃ لی لا علی یوم الدین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد والہ وصحبہ اجمعین

شرح میں کہ کمال اختصار منظور تھا خطبۂ متن کا ترجمہ بھی نہ لکھا مگر اس میں متن ناقص رہتا ہے، لہٰذا یہاں تحریر ہوتا ہے:

قال المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم حمدًا لمن انزل فرض الحج ودلنا علی سوی النھج

ت: سب خوبیاں اسے جس نے حج کا فرض اتارا اور ہمیں سب راہوں میں سیدھی راہ بتائی۔

م: ثم صلوٰۃ اللہ والسلام علی نبیٍّ دینہ الاسلام

ت: پھر خدا کے درود وسلام اس نبی پر جن کا دین اسلام ہے۔

م: محمد والہ الکرام وصحبہ الافاضل الاعلام

ت: یعنی محمد صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور ان کی کرم والی آل اور بڑی فضیلت و شہرت والے یاروں پر۔

م: وبعد ذا یقول ذا الفقیر بجمال اللیل ھو الشھیر

ت: اس کے بعد کہتا ہے یہ فقیر کہ جمال اللیل کے لقب سے مشہور ہے۔

م: حسین نجل صالحٍ اخی الھدیٰ للشافعیۃ امام مقتدیٰ

ت: حسین پسر صالح کہ صاحبِ رہنمائی تھے، شافعیہ کے امام پیشوا۔

م: ھذی ارتجوزۃ للناسک تنفع فی معرفۃ المناسک

ت: یہ ایک رجز ہے حاجی کے لئے کہ نفع دے گی مسائل حج پہچاننے میں۔

ش ناسک کے اصل معنی عابد و قربانی کنندہ۔ یہاں حاجی مراد ہے کہ حج عمدہ عبادات سے ہے اور وجوباً یا استحباباً قربانی پر مشتمل اور رجز ایک قسم نظم یا نثر مسجع کی ہے علی اختلاف العروضیین فیہ۔

م سمیتھا الجوھرۃ المضیۃ تضحی بھا نفس الفتی فضیۃ

ت: میں نے اس کا جوہرہ مضیۃ نام رکھا، مردانِ راہِ علم کی جان اس سے روشنی پائے گی۔

م مؤملا من ربی القبولا بہ انال الفوز والمامولا

ت اپنے رب سے قبول کی تمنا کرتا ہوا میں اسی سے پاؤں گا فلاح و مراد۔

م من عندہ التوفیق للصواب ونحوہ المرجع فی المآب

ت اسی کے پاس سے ہے راستی کے سامان درست فرمانا اور اسی کی طرف ہے انتہا میں پلٹ جانا۔

م مقدمۃ فی وجوب الخ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی فرض الحجۃ، واوضح المحجّۃ[1]، و
الصلوٰۃ والسلام علی نبیہ الذی اقام الحُجّۃ، فقوّم اقواماً
معوجّۃ[2]، وعلی آلہ وصحبہ الذین اظہروا انارۃ قاقٍ[3] الدین و
فجّہ[4] حتی وقعت بالسنوات من لجّۃ[5] مدالجھم کمّاجۃ[6]،
واشھد ان لا الہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ ورسولہ،
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما تلاطم الامواج فی لجّۃ۔

بعد حمد وصلوٰۃ کے واضح ہو کہ جب توفیق وعنایتِ الٰہی واعانت حضرت رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام الغیر المتناہی نے دستگیری فرمائی اور ۱۲۹۵ھ میں فقیر سراپا تقصیر، عبد المصطفیٰ **احمد رضا** حنفی قادری برکاتی بریلوی غفر اللہ لہ ما جنا کو بہ ہمراہی رکاب، سعادت انتساب، حضرت افضل المحققین، امثل المدققین، حامی السنۃ السنیۃ، ماحی الفتن الدنیۃ، خدمت والدم، قبلۂ اعظم حضرت مولانا مولوی **محمد نقی علی** خان صاحب قادری برکاتی مدظلہم العالی مدی تعاقب الایام واللیالی خلف حضرت قدوۃ العارفین، زبدۃ الفاضلین، حجۃ اللہ فی الارضین، معجزۃ من معجزات سید المرسلین، علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت مولانا مولوی **محمد رضا علی** خاں صاحب قادری قدس سرہ العلی، نعمت حاضری بلدۂ معظمہ مکہ مکرمہ مزادہا اللہ تعالیٰ شرفاً وتکریماً ہاتھ آئی۔ حسنِ اتفاق سے ایک روز جناب مولانا سیدی حسین بن صالح جمل اللیل علوی فاطمی قادری

---

[1] راہ راست ۱۲ [2] من الاعوجاج کج وناراست ۱۲ [3] بالضم کوچہ دراہ تنگ ۱۲ [4] بالفتح راہ کشادہ وفراخ و المراد بھما ظواھر الدین ودقائقہ ۱۲ [5] شور وغوغا آواز ۱۲ [6] لبریزہ ۱۲ [7] میان دریا وقعر دریا ودریائے ژرف والمراد احد الطرفین ۱۲ منہ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

مکی امام وخطیب شافعیہ سے مقام ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے قریب کہ فقیر رکعاتِ طواف اور وہ جناب امامت نمازِ مغرب سے فارغ ہوئے تھے ملازمت حاصل ہوئی ، سبحان اللہ! عجب بزرگ خوش اوقات وبابرکات ہیں۔ اکثر عرب وجاوہ وداغستان وغیرہا بلاد نزدیک ودور کے ہزاروں آدمی ان کے بلکہ ان کے مریدوں کے مرید اور شرفِ بیعت وسلسلۂ تلمذ سے مستفید ہیں۔ اول نیاز میں حد[1] سے زیادہ تلطف فرمایا۔ فقیر کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لئے دولت خانہ تک کہ نزدیک باب صفا واقع ہے لے گئے اور تاقیام مکہ معظمہ حاضری کا تقاضا فرمایا۔ فقیر حسبِ وعدہ حاضر ہوا مسائلِ حج میں ایک اُرجوزہ اپنا مسمّٰی بالجوہرۃ المضیئۃ فقیر کو سنایا پھر فرمایا کہ اکثر اہلِ ہند اس سے مستفیض نہیں ہو سکتے ، ایک تو زبان عربی دوسرے مذہب شافعی اور ہندی اکثر حنفی میں چاہتا ہوں تو اس کی بزبان اردو تشریح اور اس میں مذاہبِ حنفیہ کی توضیح کر دے فقیر نے باعثِ اجرِ جزیل اور ثوابِ جمیل سمجھ کر قبول کیا اگرچہ وہاں فرصت نہ تھی نہ کتابیں پاس۔ روزِ اول دو بیت کے متعلق صرف تفصیل مسائل میں تین ورق طویل سے زائد لکھے گئے۔ جب بطور انموذج حاضر کئے جناب مولانا نے فرمایا میرا مقصود تطویل اور اس قدر تفصیل نہیں کہ عوام اس سے کم منتفع ومتمتع ہوتے ہیں صرف ہمارے کلام کا ترجمہ[2] وخلاصۂ مطلب اور جہاں حنفیہ کا اختلاف ہو اُنکا بیانِ مذہب ہو جائے۔ فقیر نے امتثالِ امر لازم اور یہی امر فرصتِ حاصلہ کے ملائم دیکھ کر بتاریخ ہفتم ذی الحجہ روز جاں افروز دوشنبہ یہ مختصر جملے لکھ دئے اور

---

[1] حالانکہ اس وقت کوئی تعارف نہ تھا وہ تو فقیر کو کیا جانتے فقیر نے بھی اس سے پہلے انہیں نہ دیکھا تھا پھر جو کچھ کلمات انہوں نے فرمائے فقیر دنیا وآخرت میں ان کی برکات کی امید رکھتا ہے ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز

[2] حسب الارشاد مصنف بیان مذہب شافعیہ میں صرف ترجمہ وشرح متن پر قناعت کی تنقیح وترجیح سے غرض نہ رکھی اگرچہ مکہ معظمہ میں اس کا عمدہ سامان مہیا تھا کتب شافعیہ بکثرت ملتیں مگر اوسمیں ایک تو دیر ہوتی دوسرے مقصود اصلی اس شرح سے ہندیوں کا نفع تھا اونکے اہل سنت عموماً حنفی پھر مذہب شافعیہ کی تنقیح ہوتی نہ ہوتی ایک سی ۱۲ منہ

النیرۃ الوضیۃ فی شرح الجوہرۃ المضیۃ سے ملقب کیے اگرچہ بعض ضروریات پر بھی مشتمل نہیں مگر حسب استدعائے جنابِ مصنف ہے اور بیانِ مذہبِ حنفیہ میں اختیار راجح اور ترکِ مرجوح کے ساتھ متصف۔ "م" سے مراد متن ہے اور "ت" ترجمہ "ش" شرح "ف" فائدہ، واللہ نسأل التوفیق منہ الوصول الی سواء الطریق۔

م مُقدّمۃ فی وُجُوبِ حجّۃ الاسلام

ت حج اسلام کے واجب ہونے میں۔

ش یعنی حج کب واجب ہوتا ہے اور اس کے وجوب کے لئے کیا کیا شرطیں درکار ہیں۔

م شروطھا التکلیف والاسلام والعقل والحریۃ التام

ت شرطیں اس کی مکلف مسلمان عاقل ہونا اور پوری آزادی۔

ش یعنی شرائط وجوب حج کہ جب وہ جمع ہوں حج فرض ہو جاتے اور ان میں سے ایک بھی فوت ہو تو نہیں، پانچ ہیں۔ اوّل بلوغ، کہ بچے پر فرض نہیں کرے گا تو نفل ہوگا۔ اور ثواب اسی کے لئے ہے۔ باپ وغیرہ مربی تعلیم و تربیت کا اجر پائیں گے۔ پھر بعد بلوغ جب شرطیں جمع ہوں گی اور پھر حج فرض ہو جائے گا، بچپن کا حج کفایت نہ کرے گا،

لہ سفر حرمین طیبین سے معاودت کے بعد حضرت والد علام قدس سرہ نے جواہر البیان شریف تصنیف فرمائی۔ فقیر نے اوس کے بعض کلمات کا خلاصہ اس شرح کے آخر میں لکھ کر تکملہ کر دیا جس کے باعث بحمد اللہ یہ مختصر تحریر ضروریات پر مشتمل ہو گئی البتہ ایک جریدہ کا بیان کہ دفتر چاہتا ہے اور محرم احتیاط رکھے تو اوسکی حاجت بھی نہیں پڑتی متروک رہا جسے کسی امر کی ضرورت ہو علماء سے دریافت کر سکتا ہے ۱۱ منہ ۲ مگر نادر اور قول بھی بیان میں آئے جہاں دونوں جانب قوت قوی تھی پھر بھی جسے اس وقت اقوی سمجھا بیان میں مقدم رکھا ۱۲ منہ ۳ "ف" وہاں کجہاں کوئی تازہ بات لکھی یا قول متن پر کچھ کلام کیا یا مذہب حنفیہ کا خلاف بتایا ۱۲ منہ ۴ حج اسلام حج فرض کو کہتے ہیں یعنی پہلا حج کہ مکلف ادا کرے ۱۲ منہ ۵ قید عقل خود مفاد عبارت ہے ظاہر ہے کہ اوس کا حج کرنا جبھی کہیں گے کہ اتنی سمجھ رکھتا ہو اور بے سمجھ بچے کی عبادت کچھ معتبر نہیں نہ وہ فرض ہو نہ وہ نفل واللہ تعالٰی اعلم ۱۲ منہ ۶ یعنی یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ بچوں کی عبادت کا ثواب ماں باپ پاتے ہیں اوس کی اصل نہیں یہ غلط ہے بلکہ عبادت کا ثواب اوسی کو ہے اور تعلیم و تربیت کا انہیں ۱۲ منہ

دوم اسلام کہ کافر پر ایمان لانے کے سوا کوئی عبادت فرض نہیں نہ اوس کے ادا کئے ادا ہو سکیں جب مسلمان ہوگا تو سب احکام اوس کی طرف متوجہ ہوں گے۔ سوم عقل کہ مجنون و معتوہ پر فرض نہیں۔ معتوہ وہ جس کے ہوش و حواس درست نہ ہوں بہکی بہکی باتیں کرے ارائے میں فساد ہو پھر اس کے ساتھ مارے گالیاں دے تو مجنون ہے۔ چہارم پوری آزادی کہ مکاتب و مدبر و ام ولد پر فرض نہیں جب تک کامل آزاد نہ ہوں ہاں کر لیں گے تو نفل ہوگا۔ پھر بعد آزادی کامل اجتماع شرائط ہوا تو حج فرض ادا کرنا پڑے گا۔ ف مولی نے اپنے غلام سے کہا میں نے تجھے مال پر مکاتب کیا یا اتنا مال مقرر کیا کہ مال لا دے تو آزاد ہو۔ اور غلام نے قبول کر لیا اسے عقد کتابت کہتے ہیں اور اوس غلام کو مکاتب۔ اور جو کہا تو میرے بعد آزاد ہے تو یہ مدبر ہوا اور جو کنیز اپنے مولے کے نطفے سے بچہ جنے وہ ام ولد ہے ان سب کی غلامی میں ایک طرح کا فرق آجاتا ہے پر حج فرض ہونے کو پوری حریت درکار ہے۔ ف مکلف عاقل بالغ کو کہتے ہیں تو بعد ذکر تکلیف ذکر عقل کی حاجت نہ تھی پر جناب مصنف نے فرمایا میری مراد تکلیف سے صرف بلوغ ہے۔ ف کافروں پر ایمان کے سوا اور عبادتیں فرض ہونے میں علماء کو اختلاف ہے۔ شافعیہ کے نزدیک فرض ہیں اور یہی مذہب علمائے عراقیین کا ہے۔ اور یہی معتمد و راجح تر ہے۔ فقیر کہتا ہے اس تقدیر پر اسلام کو

لہ هذا احسن ما قيل في الفرق بينهما شامی عن البحر ۱۲ منہ ۔ یونہی معتق البعض ۱۲ منہ ۔ اشارۃ الی انہ لا یشترط تحبلها بجماع المولی حتی لو ابتدخلت منیہ فی فرجها فحبلت وولدت صارت ام ولد کما فی الدر ۱۲ منہ

عند اللہ اسی قدر سے ام ولد ہو جاتی ہے کما فی الدر۔ ہاں قضاءً پہلی بار مولی کا اقرار بھی شرط ہے یعنی وہ کہے کہ یہ بچہ میرا ہے۔ جس کنیز کے لئے ایک دفعہ یہ اقرار کر لیا دوسرے بچے میں قضاءً بھی یہ اقرار شرط نہ رہا البتہ نفی سے منتفی ہو جائے گا اگر زمانہ دراز تک ساکت نہ رہا ہو کہ فراش متوسط ہے قوی نہیں ۱۲ منہ ۔ مشائخ سمرقند اصلا فرض نہیں مانتے۔ ائمہ بخارا فرماتے ہیں اوپر فرائض کا اعتقاد فرض ہے ادا فرض نہیں۔ منار میں اسی کو صحیح کہا ثمرۂ اختلاف یہ ہے کہ سمرقندیوں کے نزدیک کافروں پر صرف ترک ایمان کے سبب عذاب ہوگا بخاریوں کے نزدیک فرائض کے نہ ماننے پر بھی عراقیوں کے نزدیک اون کے بجا نہ لانے پر بھی ۱۲ منہ قدس سرہ ۔ علامہ ابن نجیم محقق ملائی نے فرمایا وهو المعتمد لان ظاهر النصوص يشهد لهم وخلافه تاويل قال ابن حميد میں صاف ارشاد ہوا ماسلککم فی سقر ۔ قالوا لم نک من المصلین ۔ ولم نک نطعم المسکین ۔ وکنا نخوض مع الخائضین ۔ وکنا نکذب بیوم الدین ۔ حتی اتانا الیقین ۔ منہ ۔ ۔ ۔

شرطِ وجوب ٹھہرانے میں تامل ہے بلکہ شرطِ صحتِ ادا ہے۔ مگر یہ کہا جائے کہ وجوب سے مراد وہ وجوب ہے جس کے باعث دنیا میں مواخذہ ہو سکے کہ کفار پر ترکِ فرائض میں احتساب نہیں ستر کھم و مایدینون فافھم واللہ تعالیٰ اعلم۔

م ثم استطاعۃ السبیل شرطھا قلیلٌ بالحفظ لھذی ضبطھا

ت پھر راہ پر قدرت شرطِ حج ہے۔ پس چاہیئے کہ انہیں حفظ کر کے خوب خیال میں رکھا جائے۔

ش یعنی شرطِ پنجم استطاعت ہے کہ علاوہ مصارف ضروری کے اس قدر مال کا مالک ہو جو مکہ تک اپنی خواہ کرایہ کی سواری میں کھانے پہننے کا متوسط صرف کرتا جائے اور حج کر کے اسی طرح لوٹ آئے اور ضروری مصارف جیسے رہنے کا مکان، پہننے کے کپڑے، گھر کا اثاثہ، اہل و عیال کا نفقہ، قرض خواہوں کا قرض، اور پیشہ ور کو آلات حرفہ، سوداگر کو اتنی پونجی جس سے اپنی اور اپنے بال بچوں کی کفایت کے لائق کما سکے، طالب علم کیلئے ضروری دینی کتابیں اور جنہیں سواری ہتھیار کی حاجت ہو ان کے لئے یہ بھی۔ ف یہ استطاعت حج کے مہینوں میں درکار ہے۔ یعنی شوال، ذی قعدہ، ذی الحجہ، اور جو دور کے ساکن ہیں کہ پہلے سے چلتے ہیں تو جب اس شہر کے لوگ جائیں ورنہ اس سے پہلے اگر استطاعت تھی اور یہ وقت نہ آنے پایا کہ جاتی رہی تو حج فرض نہ ہوگا۔ ف ہمارے امام کے نزدیک تندرستی بھی شرط ہے یعنی بدن میں وہ آفت نہ ہو جو سفر سے معذور کر دے جیسے اپاہج، مفلوج، اتنا بوڑھا کہ سواری پر نہ ٹھہر سکے، مگر صاحبین فرماتے ہیں ان پر حج بدل کرانا فرض ہے۔

لہ کہ اس مذہب صحیح پر وجوب درکنار وجوب ادا ہے لہٰذا شرائط اربعہ یعنے صحت ادا کی طرف عدول کیا ۱۲ منہ لہ اقول بل لك ان تقول لما لم یکن الکافر من اھل النیۃ والنیۃ شرط الصحۃ کان الاسلام مندرجا فیھا لا شرطا بحیالہ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ لہ منطق فلسفی کی بحث ہے اس میں دخل نہیں ۱۲ منہ لہ یعنے جس سال استطاعت ہوئی اسی سال وقت آنے سے پہلے جاتی رہی ورنہ اگر ایک سال وقت تک باقی تھی تو حج فرض ہو چکا اب ساقط نہ ہوگا اگرچہ دوسرے برس وقت سے پہلے استطاعت زائل ہو جائے ۱۲

صفۃ الاحرام

م۔

ش یعنی احرام کی کیفیت اور اس کے سنت و فرض کا بیان۔

م تجرد عن المخیط واجب للمحرم من غیر عذر لازب

ت سلے کپڑے اتارنے واجب ہیں احرام والے پر اگر کوئی عذر لاحق نہ ہو۔ ف اگر کسی عذر کے سبب سلا کپڑا پہن لے گا تو گنہگار نہ ہوگا ورنہ کفارہ تو ہر حال دینا لازم آئے گا۔

م کذالک الاحرام فی ثوبین غیر مخیطین منظفین

ت یونہی احرام دو کپڑوں میں ہے بے سلے پاک ستھرے۔

ش یعنی جب احرام چاہے سلے کپڑے، عمامہ، ٹوپی، موزے اتارے۔ چادر، تہ بند بے سلی اوڑھے باندھے۔ ف نئے سفید ہوں تو بہتر ورنہ دھلے اوجلے اور ان میں رفو یا پیوند بھی اچھا نہیں، پر جائز ہے اور ہمیانی یا تلوار کے پرتلے کا ڈر نہیں۔

م ینوی اداء النسک بالجنان وفضلہ فی القول باللسان

ت نیت کرے حج یا عمرہ کی دل سے اور زیادہ خوبی زبان سے کہنے میں ہے۔

ش یعنی جامہ احرام پہن کر اب جو کچھ ادا کیا چاہتا ہے (حج خواہ عمرہ خواہ دونوں) اس کی نیت دل سے کرے اور زبان سے بھی الفاظ نیت کہنا بہتر ہے۔ مثلاً الٰہی میں حج کی نیت کرتا ہوں اسے میرے لئے آسان کر اور قبول فرما۔

م ملبیا جہرا من المیقات وذاکرا للہ فی الحالات

ت لبیک کہتا ہوا بآواز میقات سے اور خدا کی یاد کرتا ہوا مختلف حالوں میں۔

ش میقات ان مقاموں کو کہتے ہیں جو شرع مطہر نے احرام کے لئے مقرر کئے ہیں کہ باہر سے مکہ معظمہ کا قصد کرنے والے کو بے احرام ان مقاموں سے آگے بڑھنا حرام ہے۔ ہندیوں کو وہ جگہ سمندر میں آتی ہے جب کوہ یلملم کی سیدھ میں پہنچتے ہیں ف رکن احرام کے صرف دو ہیں، دل سے نیت اور اس کے ساتھ زبان سے وہ ذکر جس میں اللہ تعالےٰ

لہ باہر سے مکہ مکرمہ کا قصد اس لئے کہا کہ اگر آفاقی یعنی باہر والا میقات کے اندر کسی مکان مثل جدہ یا خلیص کا قصد کر کے میقات میں داخل ہو جائے تو اب آفاقی نہ رہا میقاتی ہو گیا اسے وہاں سے مکہ معظمہ میں بے احرام جانا جائز ہے ۱۲ منہ

لہ للذب الاذی عنہ ولازینۃ وطلب الوجہ وجوہ حسن ارتکاب المحظور فلذا نعم بالاحرام

کی تعظیم ہو خواہ لبیک یا کچھ اور مثل سبحان اللہ یا الحمد للہ یا اللہ اکبر یا اللّٰھم اغفرلی وغیر ذالک جب یہ دونوں باتیں پائی گئیں احرام بندھ گیا اور جو کچھ محرم پر حرام تھا حرام ہو گیا پر لبیک کہنا سنت ہے اور محرم کے لئے ہر ذکر سے بہتر ہے۔ جہاں تک ہو سکے اس کی کثرت کرے اس کے الفاظِ مسنونہ یہ ہیں۔ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وصبح شام کے وقت اور ہر نماز کے بعد اور بلندی پر چڑھتے پستی میں اترتے، دوسرے قافلہ سے ملتے ستاروں کے ڈوبتے نکلتے کھڑے ہوتے بیٹھتے چلتے ٹھہرتے غرض ہر حالت کے بدلتے زیادہ کثرت کرے۔ **ف** احرام کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ غسل کرے، بدن سے میل اتارے، ناخن تراشے، خط بنوائے، موئے بغل و زیر ناف دور کرے، سر منڈانے کی عادت ہو تو منڈائے ورنہ کنگھی کرے، تیل ڈالے، بدن میں خوشبو لگائے پھر جامۂ احرام پہن کر دو رکعت نماز بہ نیت سنت احرام پڑھے۔ پھر وہیں قبلہ رو بیٹھا دل و زبان سے نیت کرے بآواز تین بار لبیک کہے۔ آسانی و قبول کی دعا مانگے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے۔

لہ اشارۃ الی انہ لا یشترط کون الذکر خالصا کما فی تحریمۃ الصلوٰۃ بل یکفی مطلقا ولو مشوبا بالدعاء، ہو الصحیح کما فی المسلک المتقسط ۱۲ منہ سہ احرام کبھی تقلید و سوقِ بدنہ سے ہوتا ہے مگر اس کے بیان میں طول تھا اور رسالوں میں اس کا رواج نہیں لہٰذا اسی پر اکتفاء کی گئی ۱۲ منہ سہ وقع فی اللباب ان التلبیۃ مرۃ فرض وفی النہر والدرر انہا مرۃ شرط قال القارے وہو عند الشروع لا غیر لکن التحقیق ان الفرض والشرط انما ہو مطلق الذکر لا خصوص التلبیۃ کما حققہ فی البحر قال وقول من قال انہا شرط مراده ذکر یقصد بہ التعظیم لا خصوصہا وتمامہ فی رد المحتار اقول وقد نص فی اللباب قبیل ما سرد ان کل ذکر یقصد بہ تعظیم اللہ سبحانہ یقوم مقام التلبیۃ اھ وفیہ فی صدر باب الاحرام شرائط صحۃ الاسلام والنیۃ والذکر او تقلید البدنۃ اھ ثم عد من سننہ تعیین التلبیۃ قال القارے ہناک التلبیۃ او الیوم مقامہا من فرائض الاحرام عند اصحابنا اھ وفی الدرر یصح الخ بمطلق النیۃ ولو بتلبیۃ لکن بشرط مقارنتہا بذکر یقصد بہ التعظیم اھ فانکشف الغطاء والحمد للہ رب العالمین ۱۲ منہ سہ قولہ الملک استحسن الوقف علیہ لسلا یوہم ان ما بعدہ خبرہ شرح اللباب ونقل بعضہم انہ مستحب عند الائمۃ الاربعۃ اھ ورد المحتار اقول ولم یجب لان المعنی الموہم ایضا صحیح فی نفسہ وان لم یکن مرادا ۱۲ منہ قدس سرہ

ف مگر نہ حد سے زائد جس میں اذیت ہو۔ اور عنقریب آتا ہے کہ عورت آہستہ کہے۔ ودفع المنسک المتوسط انہ یستحب ان یرفع بہا صوتہ الا ان یکون فی مصر اھ ولم ارہ لغیرہ ثم وجہہ القارے بخوف الریاء والسمعۃ اقول وفیہ نظر ظاہر ولذا قال القارے ان الظاہر ان یکون متفرعا علی بعض من حرر ۱۲ منہ

محرمات الاحرام

ت وہ باتیں جن کا احرام میں کرنا حرام ہے،

م لبس مخیط الثیاب حرما من غیر علۃ علی من احرما

ت سلا کپڑا پہننا حرام ہے بے کسی بیماری یا عذر کے احرام والے پر۔

ف واضح ہو کہ جو باتیں احرام میں حرام ہیں وہ اگر کسی عذر سے کیں یا بھول کر ہوئیں تو گناہ نہیں پر ان کا جو جرمانہ مقرر ہے وہ ہر طرح دینا ہوگا اگرچہ بے قصد واقع ہوں یا سہو سے یا مجبوری کو یا کسی کے جبر سے یا سوتے میں یا کسی طرح اور سلا کپڑا احرام جب ہے کہ بطور معتاد استعمال میں آئے ورنہ جبہ یا کرتے کا تہ بند باندھا یا انگرکھا یا پاجامہ بدن پر ڈال کر سویا تو حرام نہیں اگرچہ چاہیے نہ تھا۔

م ویحرم الطیب کمثل الآس ودھن شعر لحیۃ و راس

ت اور حرام ہے خوشبو جیسے آس[1] اور تیل لگانا داڑھی یا سر کے بالوں میں۔

ف بدن یا کپڑوں[2] میں خوشبو لگانا حرام ہے اور سونگھنا مکروہ اور خوشبو کا تیل اور روغن زیتون اور تل کا تیل[3] اگرچہ خالص ہوں بالوں میں یا بدن میں لگانا جائز نہیں اور گھی یا مکھن جائز ہے۔

ر حلق شعر ثم قلم ظفر عقد النکاح ثم صید البر

ت اور بال مونڈنا، ناخن کترنا، عقدِ نکاح، جنگلی شکار۔

ش یعنی سر سے پاؤں تک کسی جگہ کے بال مونڈ کر کتر کر نورہ سے، موچینہ سے، آپ یا دوسرے کے ہاتھ سے دور کرنا اصلاً جائز نہیں مگر جو بال آنکھ میں نکلے اور نکاح کرنا حنفیہ کے نزدیک اور دریا کا شکار[4] بالاتفاق جائز ہے۔ ف اس کے سوا.....

---

[1] بشرطیکہ خوشبو احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی وہ باقی رہی تو مضائقہ نہیں بعد احرام کے لگانا حرام ہے ۱۲ منہ

[2] ان دو قسموں میں اگرچہ خوشبو نہیں ناجائز ہیں ان کے سوا اور بے خوشبو کے تیل جیسے روغن بادام وغیرہ درمختار سے ان کا جواز نکلتا ہے۔ درشرح لباب میں بعضنا ناجائز کہا۔ واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ ÷

[3] یعنے جبکہ خاص کھانے یا دوا کی غرض سے جو بامذہب راجح پر بطور پیشہ و حرفت بھی ورنہ تفریحاً شکار جیسے کہ آجکل عوام میں رائج، دریا کا یا جنگلی ۵ حرام ہیں ہو یا غیر احرام میں۔ یہ طرح حرام ہے کما فی الدر المختار وغیرہ ۱۲ منہ

منہ[1] یا سر کو ڈھانکنا اگرچہ سوتے میں یا کسی سے ناحق لڑنا یا جماع کرنا یا شہوت سے بوسہ[2] لینا یا مساس کرنا یا عورتوں کے آگے جماع کا تذکرہ لانا، کسی کا سر مونڈنا اگرچہ اس کا احرام نہ ہو، جنگلی[3] شکار کے ہلاک میں کسی طرح شریک ہونا، مثلاً شکاری کو بتانا، اشارہ کرنا، بندوق یا بارود دینا، ذبح کے لئے چھری دینا، اس کے انڈے توڑنا، پر اکھیڑنا، پاؤں یا بازو توڑنا، انس کا دودھ دوہنا، اس کا گوشت یا انڈے پکانا، بھوننا، بیچنا، خریدنا، کھانا، جوں کے ہلاک پر کسی طور باعث ہونا مثلاً مارنا، پھینکنا، کسی کو اس کے مارنے کا اشارہ کرنا، کپڑا اس کے مر جانے کے لئے دھونا، یا دھوپ میں ڈالنا، وسمہ[4] یا مہندی کا خضاب لگانا، بال خطمی سے دھونا، گوند وغیرہ سے جمانا سب ناجائز ہے۔ اسی طرح تمام چھوٹے بڑے گناہ کہ ہمیشہ بُرے ہیں اور احرام میں بہت زیادہ بُرے

م وحکم مرأۃ کذالک غیر انہا احرامہا فی وجہہا فلزمہا ان لا تغطیہ وفی لباسہا المخیط تبقی وغطاء راسہا

ت اور اسی طرح عورت کا حکم ہے لیکن اس کا احرام صرف چہرے میں ہے تو لازم ہوا کہ منہ نہ چھپائے اور سلے کپڑوں میں رہے، سر ڈھکے۔

ش یعنی اوپر جو باتیں گزریں ان میں عورت مثل مرد کے ہے مگر اسے سلے کپڑے پہننا، سر ڈھکنا روا ہے صرف چہرے پر کپڑا[5] نہ آنے دے۔ ف پردہ نشین عورت کوئی پنکھ

---

[1] یعنی کل منہ یا بعض یہاں تک کہ تکیہ پر منہ رکھ کر اوندھے لیٹنا جائز نہیں ہاں چت یا کروٹ سے روا ہے اگرچہ اس میں بھی خسارے یا سر کے ایک ٹکڑے کا ڈھکنا ہوا کہ شرع پر خاص اس کی اجازت ہے اور اس میں مرد و زن کا ایک حکم ہے یہاں تک کہ اسے منہ چھپانے کے لئے روا نہیں کہ پنکھا وغیرہ منہ پر رکھ لے بلکہ سر پر منہ سے الگ یوں رکھے کہ آڑ ہو جائے ہاں سر کا ڈھانکنا عورت کو احرام میں بھی ضرور ہے ۱۲ منہ قدس سرہ [2] یعنی اپنی عورت یا کسی شرعی کے ساتھ بھی یہ باتیں بشہوت ناروا ہیں پھر غیر کے ساتھ دوہرا گناہ ایک تو فعل آپ ہی ناجائز دوسرے احرام کا محظور ۱۲ منہ [3] پالو جانور جیسے اونٹ، گائے، بکری، مرغی کے ذبح کرنے، کھانے پکانے میں حرج نہیں ۱۲ منہ [4] مہندی دو وجہ سے حرام ہوئی ایک تو خوشبو ہے دوسرے اس کے لگانے سے بال چھپ جاتے ہیں تو سر یا منہ کا ڈھانکنا ہوا اور وسمہ اگرچہ خوشبو نہیں بال چھپائے گا پھر سیاہ خضاب ہمیشہ ناجائز ہے مگر جہاد میں تو محرم کو بدرجۂ اولیٰ ناجائز ہوا۔ حدیث میں ہے جو سیاہ خضاب کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا منہ کالا کرے دوسری حدیث میں ہے وہ جنت کی بو نہ سونگھیں گے ہاں اگر کوئی رقیق تیل بے خوشبو جس سے بال کالے نہ ہوں لگایا جائے تو وہ اس اختلاف قاری علائی پر ہوگا جو اوپر گزرا واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ [5] کپڑے سے مراد ہر چھپانے والی چیز پنکھے کا مسئلہ اس پر دلیل ہے ۱۲ منہ

وغیرہ منہ سے بچا ہوا سامنے رکھے اور عورتیں لبیک بآواز نہ کہیں۔

م والحج بالجماع بتا یفسد قضاؤہ فی قابل یؤدی

مالم یکن ذا جاھلا او ناسیا فما علیہ ان یکون فادیا

ت اور حج جماع سے بے شبہ فاسد ہو جاتا ہے قضا اس کی سال آئندہ میں ضروری ہوتی ہے جب تک یہ شخص ناواقف یا بھولا ہوا نہ ہو کہ اس پر فدیہ دینا لازم نہیں۔

م ولا فدا علی التی اکرھت وطئا ولا فساد فیما قد قضت

ت اور نہ اس عورت پر فدیہ جس سے زبردستی جماع ہوا اور نہ اس کا وہ عمل فاسد جو کر چکی۔

ش خلاصہ یہ کہ اگر حج میں قبل تحلل اول کہ دسویں تاریخ منٰے میں ہوتا ہے یا عمرہ میں قبل اس سے فراغ کلی کے باختیار خود قصداً جماع کیا اور اس کی حرمت سے آگاہ بھی تھا تو وہ حج یا عمرہ فاسد ہو جائے گا اور اس پر فرض ہے کہ اسے پورا کر کے پھر اعادہ کرے اور جرمانہ میں بدنہ یعنی ایک اونٹ دے اور جو بعد اس کے کیا یا حرمت نہ جانتا تھا یا بھولے سے کر بیٹھا یا کسی کا جبر تھا تو مذہب اصح پر نہ حج و عمرہ فاسد ہو نہ فدیہ آئے۔ ف یہ سب تفصیل مذہب شافعیہ کی تھی اور حنفیہ کے نزدیک اگر حج میں وقوف عرفہ سے

لہ بآواز کے یہ معنے نہیں کہ چلا کر کہو بلکہ یہ مراد ہے کہ آپ ہی سنے کسی اجنبی مرد کے کان تک جائے کہ اس میں فتنہ ہے اور اپنا سنانا ہر ذکر و قرأت و کلام میں ضرور ہے اس کے بغیر فقط زبان ہلانے کا کچھ اعتبار نہیں یہاں تک کہ اگر نماز میں قرأت ایسی پڑھی کہ اپنے کان تک نہ آئی وہ قرأت نہ ٹھہرے گی اور اصح مذہب پر نماز نہ ہوگی۔ بہت لوگ اس مسئلہ سے ناواقف ہیں ۱۲ منہ لہ یعنے اس میں یہ نہیں کہ اب فاسد تو ہو گیا ہے جب چاہیں گے قضا کر لیں گے بلکہ فوراً سال آئندہ ہی میں قضا کرے ۱۲ منہ قدس سرہ لہ دسویں کو جو رمی جمار کرتے ہیں سب کچھ حلال ہو جاتا ہے مگر عورتیں۔ یہ پہلا تحلل ہوا۔ پھر جب طواف زیارت کیا عورتیں بھی حلال ہو گئیں۔ یہ تحلل آخر تحلل تام ہوا۔ یہ مذہب امام شافعی کا ہے۔ ہمارے نزدیک پہلا تحلل حلق سے ہوتا ہے جب تک حلق نہ کیا کوئی چیز حلال نہیں اگرچہ رمی کر چکے ۱۲ منہ

پہلے جماع کیا تو حج فاسد اور اسے بدستور پورا کر کے ذبح شاۃ و اعادہ لازم اور وقوف کے بعد کئے سے حج اصلاً فاسد نہیں ہوتا پھر اگر حلق و طواف فرض سے بھی فارغ ہو کر کیا تو کچھ جرمانہ بھی نہیں اور ان دونوں سے پہلے کیا تو بدنہ لازم آئے گا یعنی اونٹ یا گائے اور دونوں کے بیچ میں واقع ہوا یعنی طوافِ زیارت کے بعد حلق سے پہلے یا بالعکس تو بکری دینی آئے گی مگر بہت علماء صورتِ عکس میں بھی بدنہ کہتے ہیں اور عمرہ میں چار طواف سے پہلے فساد ہے اور اتمام و ذبح شاۃ و اعادہ ضرور اور چار کے بعد صرف ذبح ہے فساد نہیں اور ان احکام میں برابر ہے قصداً ہو یا بھولے سے، باختیار خود یا جبر سے، دانستہ یا نادانستہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

م ارکانُ الحج

ش یعنی حج و عمرہ کے رکن۔

ف رکن شئی کا وہ ہے جس سے اس کے نفسِ ذات کا قوام ہو جیسے نماز کے لئے رکوع، سجود، قیام، قعود اور شرط خارج موقوف علیہ کو کہتے ہیں یعنی حقیقت شئی نہ ہو پر اس کے بغیر شئے موجود نہ ہو جیسے نماز کے لئے وضو، نیت، استقبال، تکبیر کے فرائض وہ ہیں جن کے ترک[1] سے عمل باطل ہو جائے اور واجبات کے ترک سے نہیں ہوتا۔ اس میں خلل آتا اور ناقص ہو جاتا ہے جیسے نماز میں الحمد، سورت، التحیات وغیرہا

---

[1] یعنی جب کہ جماع حلق کے بعد طواف سے پہلے ہو ففی الہدایۃ والکافی والمجمع واللباب والتنویر والدر وغیرہا ان فیہ شاۃ قال فی المختار ہو ما علیہ المتون ومشی فی المبسوط والبدائع والاسبیجابی علی وجوب البدنۃ وفی الفتح انہ الاوجہ لاطلاق ظاہر الروایۃ وناقشہ فی البحر والنہر اھ وکذا حکاہ فی اللباب وعلی الاول مشی القدوری وشراحہ وبالجملۃ فالموضع موضع نزاع والاول ارفق وبہذا احوط واللہ تعالیٰ اعلم منہ [2] یہ تعریف رکن و شرط دونوں کو شامل تو فرض ان سے عام ہے۔ وفی المسلک المتقسط الفرائض اہم من الارکان والشرائط وغیرہا کالاخلاص والصلوٰۃ اقول ینظر لہ ان ہذا فی الفرض فی نفسہ ومنہ الاخلاص فانہ فرض بحیالہ ولیس من فرائض الصلوٰۃ مثلا والا لبطلت بالریاء اھ الفرض فی غیرہ فلا بد ان یتوقف وجودہ علیہ بمعنی انہ لو یصح الا بہ فان دخل فرکن والا کان خارجا موقوفا علیہ وہذا معنی الشرط نعم قد یؤخذ فی الشرط تقدمہ وجودا والمعیۃ بقاء کشروط الصلوٰۃ (واصطلۃ کترتیب المالابکر رفی رکعۃ فافہم ۱۲ منہ قدس سرہ ۔

یہ عبارت نہیں پڑھی گئی ۱۲

م للحج ارکان ستۃ لابد ان تحفظھن البتۃ

ت حج کے چھ رکن ہیں ضرور ہے کہ تو انہیں یاد کرے جزماً۔

م فنیۃ الحج اول الصفۃ ثم الوقوف معھم بعرفۃ

ت پس نیت حج کی ساری ترکیب میں پہلے ہے پھر حاجیوں کے ساتھ عرفہ کے دن وقوف کرنا۔

ش اس وقوف کے لئے جس طرح دن مقرر ہے یعنے عرفہ کہ ذی الحجہ کی نویں تاریخ ہے یونہی مکان بھی معین ہے یعنے عرفات کہ مکہ معظمہ سے پورب کو نو کوس ہے تو مصنف کا فرمانا کہ حاجیوں کے ساتھ وقوف کرنا وہ اس سے تعیینِ مکان کی طرف اشارہ فرماتے ہیں یعنی جہاں حجاج ٹھہرتے ہیں وہاں ٹھہرنا ورنہ وقوف میں اوروں کے ساتھ ہونا ضرور نہیں۔

م ثم طواف ثم سعی بالصفا والحلق والترتیب فیما وصفا

ت پھر طوافِ زیارت پھر صفا مروہ میں دوڑنا اور سر منڈانا اور ان افعال میں ترتیب،

ش یعنے پہلے نیت پھر وقوف پھر طواف پھر سعی لیکن طواف و حلق میں ترتیب ضرور نہیں اور حلق سے مراد عام ہے سر منڈانا یا بال کترانا، ہاں منڈانا افضل ہے۔

ف۔ ہمارے نزدیک رکن حج کے صرف دو ہیں۔ سب میں بڑا رکن وقوفِ عرفہ اس کے بعد طوافِ زیارت باقی نیت شرط ہے اور فرائض میں ترتیب فرض اور سعی و حلق واجب۔

لہ یہ چھ کہ مصنف نے ذکر فرمائے ان میں ہمارے نزدیک تو اکثر رکن نہیں اور بعض بطور شافعیہ بھی محل کلام۔ فقیر نے ایضاح امام نووی میں کہ شافعیہ کے عمدہ مذہب واحد الشیخین ہیں مطالعہ کیا کہ انہوں نے ارکانِ حج صرف پانچ گنے ترتیب کو واجبات میں شمار کیا لعل ہذہ روایۃ اخرے فی مذہبہم واللہ تعالے اعلم ۱۲ منہ سلہ آگے شرح میں آتا ہے کہ وقوف کا وقت عرفہ کے دوپہر ڈھلے سے دسویں کی طلوعِ فجر تک ہے مگر یہ رات نویں تاریخ ہی کی رات گنی جاتی ہے۔ علماء نے فرمایا راتیں ہمیشہ آنے والے دن کے تابع ہوتی ہیں مثلاً جمعہ کی رات وہ ہے جس کی صبح کو جمعہ ہو پس ایام حج کی راتیں گویا ان دنوں کے تابع ہیں مثلاً شبِ عرفہ وہ رات ہے جو نویں تاریخ کے بعد آئے گی اور شبِ نحر دسویں کے بعد ۱۲ منہ سلہ دفع دخل مقدر ۱۲ منہ سلہ ان کے سوا احرام میں بھی بانکر شرط ہے کئی مشابہتیں رکن کی ہیں، کما بینہ فی رد المحتار واقول وفی اکثر ہن کلام مبنیۃ علے ما مشہ ۱۲ منہ

م هٰذی کذا للعمرۃ الارکان سوی الوقوف هٰکذا البیان

ت یونہی یہ چیزیں عمرہ کی رکن ہیں سوا وقوف کے اسی طرح بیان چاہئے۔

ف ہمارے ہاں رکنِ عمرہ صرف طواف ہے اور نیت شرط اور سعی وحلق واجب۔

ف یہ نیت کہ حج وعمرہ میں شرط مانی گئی اس کے دو معنے ہیں ایک تو شروع میں حج یا عمرہ کا عزم یہ بعینہٖ احرام ہے یعنی دل سے قصد اور اس کے ساتھ زبان سے ذکر خدا۔ دوسرے طوافِ رکن میں نیتِ طواف کہ وہ فرض ہے اور بے نیت[1] ادا نہیں ہوتا تو اس کی نیت بھی شرط ٹھہری۔

حج کے فرض

ف یہ فصل جناب مصنف نے نہ لکھی ہمارے نزدیک رکن کے سوا اور بھی فرض ہیں اور واجبات الگ لہٰذا ہم اپنے طور پر بیان کرتے ہیں حج میں دس فرض ہیں احرام[1]، وقوف[2]، طواف[3] کے چار پھیرے[2]، ان میں[3] طواف کی نیت، وقوف[5] کا عرفات میں ہونا، اپنے[6] وقت میں ہونا کہ زوالِ عرفہ[4] سے فجرِ نحر تک ہے، طواف کا مسجد الحرام میں ہونا، اپنے[7] وقت میں ہونا کہ فجرِ نحر سے آخر عمر تک ہے، فرضوں[8] میں ترتیب کہ پہلے احرام[4] ہو پھر وقوف پھر طواف وقوف[10] سے پہلے جماع[5] سے بچنا، ان دس میں سے ایک بھی رہ جائے تو حج نہ ہو والعیاذ باللہ۔

---

[1] یہ اس لئے کہہ دیا کہ وقوف عرفہ بھی فرض بلکہ رکنِ اعظم ہے پر وہ بے نیت بھی ادا ہو جاتا ہے تو اس کی نیت مشروط نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ [2] ہر طواف میں سات پھیرے ہوتے ہیں یونہی اس طواف فرض میں بھی مگر ان میں سے فرض فقط چار ہیں۔ انہی کے اعتبار سے اسے طواف فرض کیا جاتا ہے۔ باقی تین واجب ہیں نہ کئے تو دم دے کر حج ہو گیا۔ اور چار سے کم کئے تو حج ہی نہ ہوا ۱۲ منہ [3] نویں تاریخ دوپہر ڈھلے سے دسویں کے پو پھٹنے تک اس بیچ میں وقوف کا وقت ہے اگر زوالِ عرفہ سے پہلے وقوف کر کے حدودِ عرفات سے باہر ہو گیا اور وقت میں افاضہ نہ کیا یا پہلے نہ کیا تھا صبح نحر چمکنے کے بعد کیا تو حج نہ ہو گا ۱۲ منہ [4] اس فرض کو تین فرض کہہ سکتے ہیں احرام کا وقوف سے پہلے ہونا ایک، طواف پر تقدم دو، وقوف کا طواف سے پیشتر ہونا تین ۱۲ منہ [5] جماع سے بچنا ہمیشہ حج میں واجب ہے جب تک مطلق وطواف فرض سے فارغ نہ ہو جائے پر وقوف تک احتراز فرض ہے کہ اس سے پہلے جماع موجبِ فساد ہوتا ہے پھر فساد نہیں کما مر ۱۲ منہ

م واجبات الحج

ت حج کے واجب

م الرمی للجمار والاحرام کذا بمزدلفۃ المنام

ت جمروں پر سنگریزے مارنا اور احرام، ایسا ہی مزدلفہ میں سونا۔

ف ہمارے نزدیک احرام فرض ہے کما سبق[1] ہاں اس کا میقات[2] سے ہونا واجب ہے۔

ش منیٰ[3] ایک بستی ہے مکہ معظمہ سے عرفات کیطرف تین کوس وہاں تین جگہ ستون بنے ہیں انہیں جمار و جمرات کہتے ہیں اور ہر ایک کو جمرہ۔ دسویں تاریخ سے ان پر کنکریاں مارتے ہیں اور منیٰ سے تین کوس مزدلفہ ہے نویں کی شام کو عرفات سے پلٹ کر یہاں رات گزارتے ہیں۔ دسویں کو منیٰ آتے ہیں۔ شافعیہ کے نزدیک رات کا بڑا حصہ یہاں بسر کرنا واجب ہے اسی[4] لئے جناب مصنف نے سونا فرمایا ورنہ حقیقۃً سونے کا حکم کچھ نہیں۔ ف۔ ہمارے نزدیک واجب صرف اس قدر ہے کہ مغرب[5] و عشاء یہیں پڑھے، صبح[6] کو کچھ دیر وقوف کرے باقی رات کو رہنا واجب نہیں سنت ہے۔

م ثم المبیت بمنیٰ للرمی ثم الطواف للوداع ینوی

ت پھر رات کو منیٰ[7] میں رمی جمار کے لئے رہنا، پھر طواف[8] رخصت کی نیت کرے۔

ف منیٰ میں دسویں، گیارہویں، بارہویں دن رمی جمار واجب ہے، شب باشی ہمارے نزدیک سنت ہے اور طواف وداع کہ رخصت کے لئے کرتے ہیں آفاقی یعنی باہر والے پر واجب ہے مکی تو وہیں کا ساکن ہے نہ رخصت ہونے والا۔

---

[1] آفاقی تین قسم ہیں اہل حرم جو مکہ معظمہ یا اس کے گردان مقاموں میں بستے ہیں جہاں تک شکار وغیرہ حرام ہے اہل حل جو حرم سے باہر مواقیت کے اندر ہیں، اہل آفاق جو مواقیت سے بھی باہر ہیں آفاقیوں کے لئے حج و عمرہ دونوں کی میقات انہیں مواقیت کے جیسے ہندیوں کے لئے محاذات یلملم اہل حل کی میقات حل ہے یعنی جب حج یا عمرہ کو جائیں حرم میں پہنچنے سے پہلے احرام باندھ لیں اہل حرم کیلئے میقات حج حرم سے یعنے مسجد الحرام شریف خواہ اپنے گھر ہی سے غرض حرم کی کسی جگہ سے احرام کریں اور عمرہ کے لئے حل یعنے حرم سے باہر جاکر عمرہ کا احرام باندھیں (ف) ہمکی کیلئے احرام عمرہ میں افضل تنعیم ہے کہ مدینہ طیبہ کیطرف تین کوس ہے یوہیں جب حج سے فارغ ہو کر مکہ میں چند روز ٹھہریں وہیں سے عمرہ لائیں کہ نزدیک بھی ہے اور افضل بھی واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ قدس سرہ

[2] دفع دخل مقدر ۱۲ منہ قدس سرہ

ف۔ یہاں تک ہمارے مذہب کے پانچ واجب گزرے اور اُن کے سوا اور بہت ہیں مثلاً صفا مروہ میں سعی اور اس کا ایک طواف کامل[1] کے بعد صفا[2] سے شروع اور سات[3] پھیرے اور ہر بار پوری مسافت قطع اور[4] بشرط قدرت پیادہ ہونا، دن میں[5] وقوفِ عرفہ کرنیوالے کو غروبِ شمس کے بعد تک انتظار کرنا، اس[6] کا امام[7] کے ساتھ عرفات سے کوچ کرنا یعنی امام کے چلنے سے پہلے حدودِ عرفہ سے باہر نہ ہونا بشرطیکہ امام وقت[8] پر کوچ کرے اور ہمراہی میں حرج نہ ہو۔ جمرۃ[9] العقبہ کی رمی کہ دہم کو ہے حلق سے پہلے ہونا، ہر دن[10] کی رمی اسی دن ہو جانا، حلق[11] یا تقصیر اور ان[12] کا ایامِ نحر میں خاص زمینِ حرم میں ہونا، طوافِ فرض[13] کا بارہویں تک ہو جانا، حجرِ اسود[14] سے شروع ہونا، سات[15] پھیرے حطیم[16] سے باہر باوضو ستر عورت[17] کے ساتھ، بشرطِ قدرت[18] پیادہ، اپنی داہنی[19] طرف سے آغاز ہونا یعنی کعبہ معظمہ بائیں ہاتھ کو رکھنا، قارن[20] و متمتع کا شکر کی قربانی حلق[21] سے پہلے رمی[22] کے بعد ایامِ نحر[23] میں کرنا وغیر ذلک واللہ تعالےٰ اعلم ؛

م

بعض سُنَنِ الحجّ

ت

حج کی بعض سنتیں،

م قد سنّ للمرء الطواف ان قدم والحجر الاسود فیہ یستلم

---

[1] طواف کامل یہ ہے کہ شرائط صحت کو جامع اور جنابت و حیض سے پاک ہو عام ازیں کہ فرض ہو جیسے طواف زیارت یا واجب جیسے طواف الوداع کما سیأتی، یا سنت جیسے طواف القدوم یا نفل جیسے متمتع کہ حج کی سعی طوافِ زیارت سے پہلے کرنی چاہیے تو ایک طواف نفل کر کے ادا کرے اس کے سوا کامل کے یہ معنے نہیں کہ ساتوں پھیروں کے بعد ہو بلکہ چار کے بعد ہونا کافی ہے، سعی صحیح اور واجب ادا ہو جائے گا اگرچہ سنت یونہی ہے کہ ساتوں پھیروں کے بعد کرے ہاں اگر چار پھیروں سے پیشتر کی تو سعی ادا نہ ہوگی اور طواف کے بعد سے بعدیت متصلہ مراد نہیں اگرچہ مستحب فوراً ہونا ہے مگر پہلے طواف ہو لیا پھر جب کبھی سعی کریگا صحیح ہوگی ۱۲ منہ [2] یہ قید اس لئے لگادی کہ جو نویں تاریخ وقوف نہ کر سکا ہو اور دسویں شب کو کرے اس پر کچھ واجب نہیں ایک لمحہ کے لئے زمینِ عرفات میں گزر جانا کافی ہے کہ فرض اسی قدر ہے ۱۲ منہ [3] اس کا اس لئے کہا کہ جو رات کو وقوف کرے اس پر امام کے ساتھ کوچ بھی واجب نہیں کہ امام تو اس کے آنے سے پہلے جا چکا ۱۲ منہ [4] یعنی اگر امام نے ترکِ واجب کر کے غروب سے پہلے کوچ کر دیا تو یہ ساتھ نہ دیں یونہی اگر غروب کے بعد اس نے دیر کی یہ روانہ ہو جائیں ۱۲ منہ [5] یعنے اس کے سات پھیرے جو فرض ہیں بارہویں تک ہو گئے تو واجب ادا ہو لیا اگرچہ باقی تین پھیرے کبھی ہوں ہاں سنت یونہی ہے کہ پورا طواف انہی دنوں میں ہو بلکہ ساتوں پھیرے ایک ساتھ ہوں ۱۲ منہ [6] مفرد کو یہ قربانی مستحب ہے ۱۲ منہ قدس سرہ ؛

ت باہر سے آنے والے کو ایک طواف سنت ہے۔ طواف میں سنگِ اسود کا بوسہ لے۔

ش یہ پہلا طواف ہے جو مفرد[1] حاضر ہوتے ہی کرتا ہے اور قارن عمرہ کے بعد، اسے طوافِ قدوم کہتے ہیں گویا حاضریٔ دربارِ اعظم کا مجرا۔ ف۔ یہ طواف متمتع[2] کے لئے نہیں نہ اہلِ مکہ کو کہ وہ ہر وقت حاضرِ بارگاہ ہیں اور سنگِ اسود کا بوسہ نہ اسی طواف بلکہ ہر طواف میں سنت ہے، طواف اسی سے شروع اور اسی پر ختم ہوتا ہے۔

م والاضطباع ثم رمل قدامی ورکعتان للطواف یافتیٰ

ت سنتوں کے شمار میں اضطباع پھر رمل آیا اور دو رکعتیں طواف کی اسے جوان۔

ش اضطباع یہ کہ چادر دہنے بغل کے نیچے سے نکال کر بیہ آنچل بائیں شانے پر ڈالے جس میں دہنا کندھا کھلا رہے اور رمل یہ کہ طواف میں جلد جلد چھوٹے چھوٹے قدم رکھتا شانوں کو جنبش دیتا چلے۔ ف۔ یہ دونوں سنتیں[3] خاص مردوں کے لئے ہیں وہ بھی صرف اُس طواف میں جس کے بعد صفا مروہ میں سعی ہوتی ہے یعنے طوافِ عمرہ اور حج میں طوافِ قدوم کہ اکثر بخیالِ[4] زحمت، دلکیٔ فرصت اسی کے بعد سعی کر لیتے ہیں ہاں جس سے رہ گئی وہ طوافِ[5] زیارت کے بعد کرے گا تو اسی طواف میں رمل کرے مگر اضطباع ساقط ہو گیا۔ ف۔ اضطباع طواف میں ہوتا ہے اور رمل صرف اگلے تین پھیروں[6] میں باقی چار میں اپنی چال اور ہجوم کے سبب رمل میں اپنی یا اور کی ایذا، ہو تو رُک رہے۔ جب غول نکل جائے پھر رمل کرتا چلے۔ ف ہر طواف کے بعد دو رکعتیں ہمارے

---

[1] مفرد قارن، متمتع کے معنے عنقریب تکملہ میں آتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ۱۲ منہ [2] اس لئے کہ وہ آتے وقت عمرہ لایا اور عمرہ میں طوافِ قدوم نہیں جب عمرہ کر لیا مکی ہو گیا اور مکی کو یہ طواف نہیں ۱۲ منہ [3] آگے آتا ہے کہ مفرد کو طوافِ زیارت کے بعد سعی افضل ہے پر اس دن بہت ہجوم ہوتا ہے اور کئی کام اس لئے طوافِ قدوم پر کر لیتے ہیں اور قارن کے لئے تو افضل ہی یہ ہے ۱۲ [4] جس نے طوافِ زیارت کے بعد بھی سعی نہ کی وہ طواف الوداع کے بعد کرلے کہ سعی کا کوئی وقت معین نہیں ہے اور اب اس طواف میں رمل بھی بجالائے لانہ سنۃ کل طواف یعقبہ سعی افادہ العلامۃ الخیر الرملی قال ولم ارہ صریحا وان علم فی اطلاقہم اھ ردالمحتار اقول لاکلام فی جوازہ وقد صرحوا ان لا توقیت وانما الکلام فی انہ یؤمر بایقاع السعی بعد طواف الصدر ولو ندبا ولعل الوجہ فیہ ان یقع سعیہ متصلا بالطواف کما ہو المستحب لکن یعارضہ مستحب آخر وہو ان لا یکون بین طوافہ للصدر ونفرہ من مکۃ حائل کما نصوا علیہ قد اوجب ذاک الامام الشافعی دیانۃ روایۃ عن ابی یوسف والحسن بن زیاد رحمہم اللہ تعالیٰ فتاکد الاستحباب خروجا عن الخلاف فافہم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ [5] یہاں تک کہ اگر اول پھیروں میں بھول گیا تو بھی ان چار میں اور اگر پہلے پھیرے میں یاد نہ رہا تو دوسری میں کرلے اور دو میں بھولا تو ایک ہی میں ۱۲ منہ

نزدیک سنت نہیں بلکہ واجب ہیں۔

م ورکعتا الاحرام ثم الغسل لہا وفی جہر الملبی فضل

ت اور احرام کی دو رکعتیں پھر اس کے لئے نہانا اور لبیک کے باآواز کہنے میں فضیلت ہے۔

ش یہ مسائل ہم اوپر لکھ چکے اور یہ بھی کہ عورت لبیک آہستہ کہے۔ غسلِ نمازِ احرام کلام مصنف میں ذکراً موخر ہے وقوعاً مقدم۔

م وفی منی المبیت لیل عرفتا من سنۃ فافہم اخی بمعرفۃ

ت اور منیٰ میں نویں رات شب باشی سنت ہے پس اسے برادر اسے پہچان کر سمجھ لے۔

م والجمع بین اللیل والنہار بعرفات جاء فی الآثار

ت اور عرفات میں شب و روز کا جمع کرنا حدیثوں میں آیا ہے۔

ش یعنی نویں تاریخ جو وقت سے عرفات میں وقوف کرتے ہیں اسی دن ہی میں ختم نہ کریں بلکہ اتنا ٹھہریں کہ سورج وہیں ڈوبے اور ایک لطیف[1] حصہ رات کا آجائے۔ اس کے بعد مزدلفہ چلیں۔ ف۔ وقوف فرض تو اس قدر ہے کہ عرفہ کی دوپہر ڈھلے سے دسویں شب کی صبح صادق تک عرفات میں ہونا پایا جائے اگرچہ ایک[2] لمحہ۔ پھر جو رات کو وقوف کرے اگرچہ مکروہ ہے اسے کچھ دیر لگانا ضرور نہیں اور جو دن کو بعد زوال وقوف کرے کہ سنت یہی ہے اس پر ہمارے نزدیک امور مذکورہ یعنی غروبِ شمس تک ٹھہرنا اور جزءِ قلیل شب کا لے لینا واجب ہیں مگر بعد غروب دیر نہ کرے کہ مکروہ ہے۔

م سن الوقوف جانب الصخرات والمشعر الحرام حین یاتی[3]

ت سنت ہے ٹھہرنا پتھروں کیطرف اور مشعر حرام میں جب آئے۔

ش عرفات میں سب سے اونچا میدان سیاہ چٹانوں کے پاس جس میں قبلہ رو کھڑے

---

[1] اس سے مراد کہ آفتاب کا غروب یقینی ہو جائے اس کے بعد ہی فوراً کوچ کر دیں کہ پھر توقف مکروہ ہے اور پر ظاہر کہ غروب بعد ایک آن بھی گزری تو رات کا ایک لطیف حصہ آگیا ۱۲ منہ [2] اگرچہ بلا قصد اگرچہ سوتا ہوا اگرچہ بے ہوش اگرچہ گزران اگرچہ بالاکراہ اگرچہ بحالت حدث حیض یا نفاس یا جنابت اگرچہ جانتا بھی نہ ہو کہ یہ مقام عرفات ہے فرض ہر طرح ادا ہو جائے گا ۱۲ منہ [3] قلت نے ضبط امرا یہ شعر یوافقہ زنۃ وقافیۃ ۵ انصبہ مفعولا لفعل یاتی۔ او جرہ عطفا علی الصخرات ۱۲ منہ قدس سرہ

ہو تو جبل الرحمۃ دہنے ہاتھ کو رہتا ہے اسے حضور پُر نور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مکانِ وقوف گمان کیا جاتا ہے بہت افضل ہے کہ کسی کی ایذا نہ ہو تو وہاں وقوف کرے۔ ف۔ یہ تو مستحب ہے اور مشعر الحرام کہ مزدلفہ میں ایک خاص مقام کا نام ہے بالخصوص وہاں وقوف مسنون ورنہ مزدلفہ کا وقوف ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ہمارے نزدیک واجب ہے۔

م اخذ الحصی یاصاح من مزدلفۃ من سنۃ وغسلھا ان اردفہ

ت مزدلفہ سے کنکریاں لینا اے رفیق میرے سنت ہے اور ان کا دھو لینا اگر اس کے بعد کرے۔

ش دسویں کی صبح کو مزدلفہ سے منے جاتے ہیں تو آج وہاں ایک جمرہ پر کنکریاں ماریں گے اس کے لئے مستحب ہے کہ سات سنگریزے یہاں سے اٹھا لے اور دھونا تو ہر طرح مستحب ہے کہیں سے اٹھائے۔

م وفی منی لاتترکن الاضحیۃ کذا صلوٰۃ العید مع حسن النیۃ

ت اور منے میں عید کی قربانی نہ چھوڑ لو ہیں عید کی نماز نیک نیت سے۔

ف ہمارے نزدیک نمازِ عید و قربانی دونوں مقیم مالدار پر واجب ہیں اور شافعیہ سنت کہتے ہیں لہذا مصنفِ علام نے اپنے مذہب کے موافق انہیں سنن میں گنا۔ مگر یہاں واجب التنبیہ یہ بات ہے کہ ہمارے علماء ذخیرہ و محیط وغیرہما میں تصریح فرماتے ہیں کہ منے میں نمازِ عید اصلاً نہیں کہ وہاں لوگوں کو امورِ حج سے فرصت نہیں ہوتی۔ علامہ ابراہیم حلبی نے فرمایا وہاں

سلہ اور وہ جو وقوفی دنوں کی رمی جمرات ثلاثہ کو بھی سنگریزے یہیں سے لیتے ہیں مباح ہے نہ کہ کچھ مندوب کچھ مسنون ۱۲ منہ سکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سنگریزے ہر جگہ سے لینے جائز ہیں ہاں جمرات کے پاس سے نہ اٹھائے کہ وہ پھینکی ہوئی کنکریاں ہوتی ہیں اور حدیث میں ہے جس کی قبول ہوتی ہیں فرشتے اٹھا لے جاتے ہیں ورنہ نہیں پہاڑ کے پہاڑ نظر آتے۔ اس سے معلوم ہو کہ جو پڑی رہ جاتی ہیں وہ معاذ اللہ مردود ہوتی ہیں تو انہیں اپنے حج میں کیوں استعمال کیجیو غور کرو تو یہ بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کھلا معجزہ ہے۔ اسلام میں حج ہوتے چودہ سو برس کے قریب گزرے ہر سال لاکھوں بندگانِ خدا ہوتے ہیں۔ ایک روایت میں چھ لاکھ ایک میں آٹھ لاکھ حضرت حسن بصری کے اثر میں پندرہ لاکھ ان سے کم ہوتے ہیں تو فرشتے عدد پورا کرتے ہیں اور قاعدہ ہے کہ ایسی جگہ عدد زائد ماخوذ ہوتا ہے کم اس کا سنا نہیں۔ فقیر جس سال حاضر ہوا یعنی ۱۲۹۵ھ حاجیوں کی مردم شماری اٹھارہ لاکھ سنی گئی پھر ہر شخص ۴۹ یا ۷۰ کنکریاں مارتا ہے ۴۹ ہی رکھئے تو پندرہ لاکھ میں ضرب دینے سے سات کروڑ پینتیس لاکھ کنکریاں جمع ہوئیں (۷۳۵۰۰۰۰۰) جمع کیجئے تو ہر سال پہاڑ بنتا ہے پھر جب دیکھئے تو جبرے غائب ہوتے ہیں منے میں کچھ گنتی کی کنکریاں نظر آتی ہیں یہ خدا کی شان ہے اور حقیت اسلام کی قریب برہان واللہ رب العالمین۔ ف یونہی مسجد کی کنکریاں نہ لے کہ بے ادبی اور کسی چیز کا اپنے تصرف میں لانا ہے اسی طرح ناپاک کنکری بھی نہ لینی چاہیے کہ ان پر خدا کا نام لیا جاتا ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

بالاتفاق نمازِ عید نہ پڑھے۔ علامہ علی قاری نے فرمایا اس پر تمام علمائے امت کا اجماع ہے کذا فی رد المحتار فافہم واللہ تعالیٰ اعلم۔ رہی قربانی و مذہب راجح میں مقیم پر واجب ہے جیسے اہلِ مکہ و منٰے اگرچہ احرام میں ہوں اور مسافر سے تو اس کا مطالبہ ہی نہیں۔

م وسنۃ فی فعلہا الثواب لیس علی تارکہا العقاب

ت اور سنت کے کرنے میں ثواب ہے چھوڑنے میں عذاب نہیں۔

ف۔ مگر سنن مؤکدہ کے ترک میں سخت ملامت ہوگی اور عیاذاً باللہ شفاعت سے محرومی بھی دارد، بلکہ محققین فرماتے ہیں اُن کے ترک میں تھوڑا[1] سا گناہ بھی ہے اگرچہ نہ ترکِ واجب کے برابر انہی وجوہ سے سنت کو مستحب سے امتیاز ہے ورنہ جتنی بات متن میں گزری مستحب کو بھی شامل۔

م وانما یؤاخذ السماء علی اہمال فرض قد اتی مفصلا

ت یونہی ہے کہ آدمی پر مواخذہ فرض چھوڑنے میں ہے جو بتفصیل وارد ہوا۔

ش یعنی جس کے ثبوت میں کوئی اجمال و اشکال نہیں تو صفت[2] کاشفہ ہے کہ فرض سب ایسے ہوتے ہیں اور بقرینہ سیاق ظاہر کہ مواخذہ سے مراد عذاب ہے ورنہ ملامت کہ ترکِ سنن پر ہوگی خود گرفت و مواخذہ ہے۔ ف۔ شافعیہ واجب و فرض میں فرق نہیں کرتے ہمارے نزدیک وہ دو چیزیں جدا جدا ہیں اور دونوں کے ترک پر استحقاق عذاب اگرچہ واجب میں کم فرض میں زیادہ والعیاذ باللہ۔

م ذی جملۃ من السنن المشہورۃ اجل من شمس لدی الظہیرۃ

ت یہ چند مشہور سنتیں ہیں، مہر نیمروز سے جلالت میں افزوں۔

---

[1] من اراد تحقیق ذلک فعلیہ بالبحر الرائق و رد المحتار وغیرہما من الاسفار ۱۲ منہ [2] لکن ان یراد بہا ما اتی ای سبق بیانہ مفصلا فعلی ہذا یکون اشارۃ الی فروض الجملۃ فی الواجبات علی مذہب المصنف لکن الذی یعطیہ سوق الکلام ان المقصود بیان حکم السنۃ والفرض مطلقا فلذا فسرناہ بما فسرنا ۱۲ منہ

ف - ان کے سوا آٹھویں تاریخ مکہ معظمہ سے منٰے، نویں کو بعد طلوعِ شمس منٰے سے عرفات جانا، وہاں نہانا، مزدلفہ میں رات بسر کرنا، دسویں کو وہاں سے قبل طلوع شمس منٰے کو جانا، وہاں ایامِ رمی جمار میں راتوں کو رہنا، مکہ معظمہ کو یہاں سے جاتے وادیٔ محصّب میں اترنا وغیر ذلک کہ یہ سب سننِ موکدہ ہیں واللہ تعالےٰ اعلم ۔

م

الفِدیَة

ت

جرمانہ کا بیان

م مایفسد الحج ففیہ بدنۃ ۔ وفی سواہ ذبح شاۃ حسَنۃ

ت جس سے حج فاسد ہوتا ہے اس میں بدنہ ہے اور اس کے ماوراء میں عمدہ بکری کا ذبح کرنا،

ش حج فاسد ہوجاتا ہے جماع سے بشرائط مذکورہ اور ہم نے حنفیہ شافعیہ کا اختلاف بہ تفصیل بیان کردیا۔ بدنہ ان کے یہاں صرف اونٹ کو کہتے ہیں ہمارے[۱] یہاں گائے کو بھی شامل عمدہ بکری یہ کہ ان عیبوں سے پاک ہو جو اضحیہ میں ناجائز ہیں اور فقہ میں بہ تفصیل مذکور ۔ **ف** ۔ یہ دونوں قاعدے کہ جناب مصنف نے ذکر کئے ہمارے مذہب کے مطابق نہیں جماع قبل الوقوف سے ہمارے نزدیک حج فاسد اور بدنہ لازم نہیں اور بعد الوقوف قبل الحلق والطواف سے بدنہ لازم حج فاسد نہیں ۔

م فی کل شعرۃ من الطعام ۔ مُدٌ و یُفدی الغیر بالصِیام

ت ہر بال میں اناج سے چہارم[۲] صاع ہے اور ماورا کا جرمانہ روزے۔

---

[۱] توجہاں بدنہ لازم آئے گا ان کے نزدیک خاص اونٹ واجب ہوگا۔ ہمارے نزدیک گائے بھی کفایت کرجائیگی کما نص علیہ فی الفتح ۱۲ منہ [۲] مُد شافعیہ وحنفیہ دونوں کے نزدیک چہارم صاع ہے مگر صاع میں اختلاف ہے ہم ۸ رطل کا کہتے ہیں تو مد ۲ رطل ہوا وہ ۵ ۱/۳ رطل تو ۱ ۱/۳ ہوا اور صاع عند التحقیق دوسو ستر تولے کا ہے تو ہمارے حساب سے بریلی کے سیر سے کہ سو روپیہ بھر کا ہے ایک صاع آدھ پاؤ کم تین سیر سے ۵ ماشہ ۵ رتی زیادہ اور نیم صاع کہ وہی گندم سے ایک آدمی کے فطر کا صدقۂ ایک نماز، ایک روزہ کا فدیہ اور کفارہ میں ایک مسکین کا حصہ یعنی ایک سیر سات چھٹانک دو ماشے ساڑھے چھ رتی (یہاں عبارت میں کچھ اختصار کیا گیا ہے ۱۲ اشرف قادری) رامپور کے سیر سے کہ ۹۶ بھر کا ہے (یعنے پورے نوے تولے کا ۱۲ فتاوے رضویہ) حساب بہت سیدھا ہے پورے تین سیر کا صاع ہوا دہلی کے سیر سے کہ ۸۰ بھر کا ہے (یعنے چھتر تولے ہے ۱۲ فتاوی صبح) صاع ۳ ۳/۵ ہوا یعنی ساڑھے تین سیر سے دسواں حصہ سیر کا زائد اور نیم صاع ۱ ۴/۵ یعنی دو سیر سے پانچواں حصہ سیر کا کم۔ یہ حساب خوب یاد رکھنا چاہئے بحمد اللہ تعالےٰ کمال تحقیق ہے۔ واللہ سبحٰنہ وتعالیٰ اعلم ۱۲ منہ

٭ ٭ ٭ ٭ ٭

ف :- بال وغیرہ کے جرمانہ میں ہمارے یہاں بہت تفصیل ہے جس کا بیان موجبِ تطویل ہے۔ وقتِ حاجت علماء سے دریافت کرلیں۔

م وماعدا هذی التی قد ذکرت احکامها فیما سواها سطرت

ت ان مذکورات کے سوا اور چیزوں کے احکام اس رسالہ کے ماوراء میں مسطور ہیں

م وانما ذی جملة لیسهلا لمن اتی لحفظه موئملا

ت اور یہ تو چند باتیں ہیں تاکہ آسانی ہو اس کے لئے جو اسے یاد کرنے کی امید میں آئے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

الزیارۃ

زیارت سراپا طہارت سید المرسلین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان

م واقصد اذا حججت للزیارة لقبر طه فلك البشارة

ت اور جب حج کر چکے تو زیارتِ قبر طٰہٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قصد کر کہ تیرے لئے خوشخبری ہے۔

ف علماء مختلف ہیں کہ پہلے حج کرے یا زیارت، اس باب میں ہے حج نفل میں مختار ہے اور فرض ہو تو پہلے حج مگر مدینہ طیبہ راہ میں آئے تو تقدیم زیارت لازم انتہیٰ۔ یعنی بے زیارت گزر جانا گستاخی اور فقیر کو علامہ سبکی کا یہ ارشاد بہت بھایا کہ پہلے حج کرے تاکہ پاک کی زیارت پاک ہو کر ملے۔ ع پاک شو او ل وپس دیدہ بران پاک انداز۔ ف جناب مصنف کے کلام میں صاف اشارہ ہے کہ سفر مدینہ طیبہ خاص بقصدِ زیارتِ شریفہ ہو اور بیشک یہ امر شرعاً محمود اور زیارتِ اقدس اعظم مقصود اور حدیث میں لفظ لاتعمل الا الیہ زیارت سے موجود یعنی اسے کوئی

لہ فائدہ جلیلہ :- یہ حدیث جسے رواہ الطبرانی فی الکبیر والدارقطنی فی الامالی ابوبکر المقری فی المعجم والحافظ السلفی وابن عساکر وابونعیم والحافظ ابوعلی سعید بن السکن البغدادی فی کتاب السنن الصحاح عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وامام ابن السکن اشارہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی صحت پر ائمہ حدیث کا اجماع ہے۔ دوسری حدیث میں ہے "زار فی متعمدا" بالقصد میری زیارت کرے رواہ البیہقی وابن عساکر۔ تیسری حدیث میں ہے "زار فی بالمدینة محتسبا" ثواب کی نیت سے میری زیارت کے لئے مدینے میں حاضر ہوا۔ انوجہا ابن ابی الدنیا والبیہقی وابن الجوزی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ چوتھی حدیث میں ہے "قصدنی مسجدی" میرا قصد کر کے میری مسجد میں آئے اوردہ فی جذب القلوب۔ اقول علاوہ بریں وہ تمام احادیث جن میں زیارت قبر شریف کی ترغیب وتاکید اور اسکے ترک پر وعید وتہدید سنا کے مدعا کی گواہ وشہید عادلہ بات یہ ہے کہ زیارت صلی اللہ علیہ وسلم جس امر کو مطلوب بہ تاکید بتائے اور اس کے ترک پر وعید فرمائے اس کا قصد ناجائز قرار پائے رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "انما الاعمال بالنیات" یہ عجب کار پر ثواب ہے جس کی نیت موجب عذاب ہے ولاحول ولاقوۃ الا باللہ رہی حدیث "لاتشد الرحال" ائمہ دین نے تصریح فرمائی کہ وہاں ان تینوں مسجدوں کے سوا اور مسجد کیلئے بالقصد سفر کرنے سے ممانعت ہے نہ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) زیارۃ قبر شریف کیلئے۔ (انظار الفاظ حدیث طلب علم واصلاح مسلمین وجہاد واعداد ونشر دین وتجارت حلال وملاقات صالحین وغیرہا مقاصد کیلئے سفر سے الخ جہیر اور قاطع نزاع یہ ہے کہ بعینہٖ یہی حدیث بروایت حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مسند میں بسند حسن یوں روایت کی لاینبغی للمطی ان تشد رحالہ الی مسجد

کام نہ ہو میری زیارت کے سوا۔ امام ابن الہمام فرماتے ہیں میرے نزدیک افضل یہ ہے کہ سفر خاص بقصدِ زیارتِ والا کرے یہاں تک کہ اس کے ساتھ مسجد شریف کا بھی ارادہ نہ ہو کہ اس میں حضورِ اقدس صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی تعظیم زیادہ ہے جب حاضر ہوگا حاضریٔ مسجد خود ہو جائے گی یا اس کی نیت دوسرے سفر پر رکھے۔

م ان زیارۃ النبی لاذ نسبۃ صلّوا علیہ فالصلاۃ واجبۃ

ت بے شک زیارت نبی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی لازم ہے، درود بھیجو ان پر کہ درود فرض ہے۔

ش علماء فرماتے ہیں زیارت نبی صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم کی اعظم قربات و افضل طاعات سے ہے بہت برآرندۂ مقاصد و حاجات، قریب بدرجۂ موکدۂ واجبات، بلکہ بعض نے وجوب کی تصریح فرمائی۔ فقیر کہتا ہے دلیل اسی کو مقتضی وھو الذی نؤدان نقول بہ اسی طرح حضور پُر نور صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم پر درود عمر میں ایک بار تو بالاجماع فرضِ قطعی ہے اور امام شافعی ہر نماز میں۔ فرض اور ہر بار کہ ذکر شریف آئے علماء کو واستحباب میں اختلاف امام طحاوی کا مذہب ہر مرتبہ وجوب ہے ذاکر و سامع پر، باقانی و حلبی و صاحب بحر الرائق و تنویر الابصار و غیرہم اکابر علماء نے اسی کو صحیح و راجح و مختار و معتمد فرمایا اور دلیل اسی کو مقتضی وھو الذی ندین اللہ بہ البتہ درصورت اتحادِ مجلس دفعاً للحرج تداخل مسلّم۔ واللہ اعلم۔

م ویستحق الزائر الشفاعۃ فیما رویتہ ثقۃ الجماعۃ

ت اور زیارت کرنے والا مستحق شفاعت ہے اس حدیث کی رو سے جسے ثقہ جماعت نے روایت کیا۔

لہ لیس الوجوب المصطلح عند الحنفیۃ لانہ تقول احد علماء الظاہریۃ ان الزیارۃ المکرمۃ واجبۃ ولا یعرفون بین الواجب والفرض الا ما اصطلاحہم الجدید فقد آمنوا بابن تیمیۃ وتفوہوا بما لا تفعلہ الدیمۃ الدومیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ ۱۲ منہ سلہ المستند عندنا الوجوب والمتبادر من اطلاقہ۔ ۱۲ المرتاۃ ۱۲ منہ قدس سرہ ۔

پنج حدیث[1] ۱۔ حدیث صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔ حدیث[2] ۲۔ جو میری زیارت کو آیا کہ اسے سوا زیارت کے کچھ کام نہ تھا مجھ پر حق ہوگیا کہ روزِ قیامت اس کا شفیع ہوں۔ حدیث[3] ۳۔ جو مدینہ میں بہ نیت ثواب میری زیارت کرنے آئے میں ان کا شفیع و گواہ ہوں۔ حدیث[4] ۴۔ جو میرے انتقال کے بعد میری زیارت کرے گویا اس نے میری زندگی میں میری زیارت کی اور میں روزِ قیامت اپنے زائر کا گواہ یا شفیع ہوں گا۔ حدیث[5] ۵۔ جو میری قبر کی یا فرمایا میری زیارت کرے میں اس کا شافع و شاہد ہوں غرض یہ مضمون بہت حدیثوں میں وارد۔ حدیث[6] ۶۔ جو مکہ جاکر حج کرے پھر میرے قصد سے میری مسجد میں حاضر ہو اس کے لئے دو حج مبرور لکھے جائیں اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حج مبرور کی جزا سوا جنت کے کچھ نہیں۔

---

[1] رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وابن ابی الدنیا والطبرانی فی المعاجم والبزار والعقیلی وابن عدی والدارقطنی والبیہقی وابوالشیخ وابن عساکر وابوطاہر السلفی عبدالحق فی الاحکام والذہبی وابن الجوزی کلہم من ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصححہ عبدالحق وحسنہ الذہبی اقول وبعد الحسن فلا شک فی صحتہ لکثرۃ الطرق ففی الباب عن بکر بن عبداللہ رواہ ابوالحسن یحیی بن الحسن فی اخبار المدینۃ وعن عمر الفاروق رضی اللہ عنہ عند ابن عساکر وعن انس بن مالک وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کما سیاتی ۱۲ منہ [2] یہ حدیث بھی صحیح ہے جس کی تخریج شروع فصل کے حواشی میں گزری۔ عجیب لطیفہ امام اجل خاتمۃ الحفاظ والمحدثین امام زین الدین عراقی استاذ امام جبل الحفظ اسناد المحدثین امام ابن حجر عسقلانی رحمہما اللہ تعالیٰ زیارت مزار پرانوار حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جاتے تھے بعض حنبلی حضرت کے ہمراہ رکاب تھے حنبلی نے باتباع ابن تیمیہ کہ مدعی حنبلیت بحقانیوں کہا کہ میں نے مسجد خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں نماز پڑھنے کی نیت کی امام نے فرمایا میں نے زیارت قبر سیدنا خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نیت کی پھر حنبلی سے فرمایا تم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مخالفت کی کہ حضور نے مساجد ثلاثہ کے سوا جو تھی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے سفر سے ممانعت فرمائی اور میں نے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اتباع کیا کہ حضور نے فرمایا قبور کی زیارت کرو۔ کیا اس کے ساتھ کہیں یہ بھی فرمادیا ہے کہ مگر قبور انبیاء کی زیارت نہ کرو۔ حنبلی کو سوا حیرت کے کچھ بن نہ آیا۔ نقلہ العلامۃ القسطلانی فی المواہب من الشیخ ولی الدین العراقی عن ابیہ الامام زین الدین العراقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ دیکھئے خدا کی شان جس حدیث سے یہ لوگ اپنے زعم میں مزارات کی طرف سفر کی ممانعت نکالتے تھے خدائے تعالیٰ نے اسی حدیث سے ان پر الزام قائم فرمایا۔ وللہ الحجۃ السامیۃ ۱۲ منہ [3] رواہ ابن ابی الدنیا والبیہقی وابوالفرج ابن الجوزی عن انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ [4] رواہ العقیلی وابن عساکر عن ابن عباس والبیعقوبی فی جزئہ الحدیثی عن ابی ہریرۃ وابن النجار فی الدرۃ الثمینۃ عن انس بن مالک وصدر الحدیث مروی عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما رواہ سعید بن منصور والمحاملی والطبرانی وابویعلی وابن عدی والدارقطنی والبیہقی وابن عساکر وابن الجوزی وابن النجار وعن حاطب رواہ الدارقطنی والمحاملی والبیہقی وابن عساکر وعن علی کرم اللہ وجہہ رواہ یحیی بن جعفر الحسینی فی اخبار المدینۃ وادرجہ ابوسعید فی شرف المصطفی ۱۲ منہ [5] رواہ ابوداؤد الطیالسی والبیہقی وابونعیم وابن عساکر عن امیر المؤمنین عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ منہ [6] مر فی صدر الفصل ۱۲ منہ [7] رواہ مالک واحمد والبخاری ومسلم وابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجۃ والاصبہانی والبیہقی عن ابی ہریرۃ واحمد عن عامر بن ربیعۃ وعن جابر بن عبداللہ والطبرانی فی المعجم الکبیر عن ابن عباس واحمد والترمذی والنسائی وابن خزیمۃ وابن حبان فی صحیحیہما عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہم قال الترمذی حسن صحیح قلت وقد روی من غیر وجہ ۱۲ منہ قدس سرہ۔

حدیث[۱] ۷۔ جو بالقصد میری زیارت کو حاضر ہو روزِ قیامت میرے سایۂ دامان میں ہو۔
حدیث[۲] ۸۔ جو حجۃ الاسلام بجالائے اور میری قبر کی زیارت سے مشرف ہو اور ایک جہاد کرے اور بیت المقدس میں نماز پڑھے اللہ تعالےٰ اس سے فرائض کا حساب نہ لے۔ حدیث ۹۔ جس نے حج کیا اور میری زیارت کو نہ آیا اس نے مجھ پر جفا کی۔ حدیث[۱۰] جو امتی میرا مقدرت رکھتا ہو پھر میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی عذر نہیں۔
حدیث[۱۱] ۱۱۔ جو مجھ پر سلام عرض کرتا ہے میں اسے جواب دیتا ہوں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حدیث[۱۲] ۱۲۔ جو مجھ پر میری قبر کے پاس سلام عرض کرے اللہ تعالےٰ اس پر ایک فرشتہ[۱۳] مقرر فرمائے کہ اس کا سلام مجھے پہنچائے اور اس کے دنیا و آخرت کے کاموں کی کفایت فرمائی اور روزِ قیامت میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں۔ حدیث[۱۴] ۱۳۔ اللہ تعالےٰ نے دنیا میرے سامنے اٹھائی کہ وہ اور جو کچھ قیامت تک اس میں ہونے والا ہے سب کو ایسا دیکھ رہا ہوں جیسا اپنی ہتھیلی کو۔ حدیث[۱۵] ۱۴۔ میرا علم میری وفات کے بعد ایسا ہی ہے جیسا میری زندگی میں۔ حدیث[۱۶] ۱۵۔ میری حیات و وفات دونوں تمہارے لئے بہتر ہیں تمہارے اعمال میرے حضور پیش کئے جاتے ہیں میں نیکیوں پر شکر کرتا اور برائیوں پر تمہارے لئے استغفار فرماتا ہوں۔

---

[۱] سبق ذکرہ فی صدر الفصل ۱۲ منہ [۲] رواہ ابوالفتح الازدی بطریق سفیان الثوری عن منصور عن ابراہیم عن علقمۃ عن ابن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲ [۳] رواہ ابن حبان والدارقطنی وابن عدی عن ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما وفی الباب عن سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ۱۲ منہ [۴] رواہ ابن النجار عن انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲ منہ [۵] رواہ الامام احمد وابوداؤد عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ باسناد صحیح قالہ المناوی ۱۲ [۶] ہذا حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالےٰ عنہ اورد ہ فی الجوہر النظم ذکرہ العلامۃ الزرقانی فی شرح المواہب ۱۲ منہ [۷] دربار شاہی کا دائب ہے کہ حاضرین کی عرض بھی عرض بیگی کے ذریعہ سے ہوتی ہے ورنہ حضور پر دلوں کے ارادے مکشف روشن ہیں صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ۱۲ منہ [۸] رواہ البزار فی عن ابن عمر الفاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہما ۱۲ منہ [۹] اخرجہ الاصبہانی وابن عدی فی الکامل عن انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲ منہ [۱۰] رواہ الحارث فی مسندہ وابن سعد فی طبقاتہ والقاضی اسمٰعیل بسند صحیح عن بکر بن عبداللہ المزنی التابعی الثقۃ مرسلا والبزار مثلہ باسناد صحیح عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ ۱۲ منہ قدس سرہ النورانی

حدیث ۱۶ بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کا جسم کھانا حرام کیا ہے تو اللہ کا نبی زندہ ہے روزی دیا جاتا ہے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ حدیث ۱۷ میری اس مسجد میں نماز اور مسجدوں کی ہزار نماز سے افضل ہے سوا مسجد الحرام کے۔ حدیث ۱۸ جو حرمین میں سے کسی حرم میں مرے روز قیامت بے خوف اٹھے۔ حدیث ۱۹ مدینہ مکہ سے افضل ہے۔ حدیث ۲۰ جس سے مدینہ میں مرنا ہو سکے تو اسی میں مرے کہ جو مدینہ میں مرے گا میں اس کی شفاعت فرماؤں گا۔ اللھم ارزقنا علی الایمان والسنۃ بجاھہ عندک یا عظیم المنۃ آمین آمین آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ وصحبہ اجمعین۔

ہ ھنالکم یا معشر الحجاج اذ جئتم من ابعد الفجاج

ت اے گروہِ حاجیاں تمہیں مژدہ جب آئے تم دور دراز راہوں سے۔

ہ لبیتم واللہ خیر داع فمنکم تقبل المساعی

ت تم نے لبیک کہی اور اللہ تعالیٰ بہتر بلانے والا ہے اپنی عبادت کی طرف تو تمہاری کوششیں مقبول ہوں۔

ہ وقد حویتم عظیم المنۃ والحج مبرورا جزاہ الجنۃ

ت اور بیشک تم نے بڑا احسان جمع کیا اور اچھے حج کا بدلہ بہشت ہے۔

ہ خصکم الرحمٰن بالغفران وعمکم بالفضل والاحسان

ت رحمان نے تمہاری خاص مغفرت کی اور تم سب پر عام فضل و احسان کیا۔

ھ صدر الحدیث ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء اخرجہ ابو یعلی احمد وابو داؤد والنسائی وابن ماجۃ والحاکم والدارقطنی وابن خزیمۃ وابن حبان وابو نعیم وغیرہم من اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ وصححہ ابن خزیمۃ وحبان والدارقطنی وحسنہ عبد الغنی والمنذری وقال ابن رجبۃ انہ صحیح محفوظ منقل العدل عن العدل الی رسول اللہ واخرجہ الطبرانی والبیہقی عن ابی ہریرۃ وابن عدی عن انس مع زیادۃ فنبی اللہ حی یرزق رواہ ابن ماجۃ بسند صحیح عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۱۲ منہ

۲ رواہ احمد والستۃ الا ابا داؤد عن ابی ہریرۃ واحمد ومسلم والنسائی وابن ماجۃ عن ابن عمر ومسلم عن ام المومنین میمونۃ واحمد عن جبیر بن مطعم وعن سعد وعن الارقم بن ابی الارقم وکابن ماجۃ عن جابر بن عبد اللہ وکابن حبان عن عبد اللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ۱۲ منہ

۳ مروی عن انس بن مالک عند البیہقی وعن بجیر بن عبد اللہ وعن حاطب وعن امیر المومنین عمر وعن غیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم تتمۃ الحدیث ومن مات بالمدینۃ فانی اشفع لہ یوم القیامۃ رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وابن حبان عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما وصححہ الترمذی ۱۲ منہ قدس سرہ

ش یہ اخبار بہ طور رجا ہے بنظر احادیث کثیرہ کہ اس معنے میں وارد ہوئیں یا دعا مراد ہے اور تخصیص مغفرت کے یہ معنے نہیں کہ خاص تمہاری مغفرت ہو بلکہ یہ کہ تمہاری خاص مغفرت ہو۔

م فالتزموا الحمد لہ والشکرا اذ ھذہ النعمۃ منہ الکبریٰ

ت تو حمد و شکر الٰہی کا التزام کرلو کہ یہ نعمت اس کی بہت بڑی ہے۔

م وعظموا النبی بالسلام علیہ فھو المسک للختام

ت اور نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم کرو ان پر سلام بھیج کر کہ یہ مشک ہے مہر خاتمہ کیلئے۔

م وآلہ خلاصۃ الانام مع صحبہ الافاضل الکرام

ت اور ان کی آل پر کہ خلاصۂ مخلوقات ہیں مع صحابہ کے کہ بہت فضیلت و کرم والے ہیں

ف اس قسم کے کلمات اہل عرف مقام مدح میں استعمال کرتے ہیں مثلاً امام الائمہ ابوحنیفہ، سید الاولیا حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہما بلکہ علما و ساداتِ عصر کو لکھتے ہیں افضل المحققین اکمل المدققین، خلاصۂ دودمانِ مصطفوی، نقادۂ خاندانِ مرتضوی اور ان الفاظ سے عموم و استغراق حقیقی مراد نہیں لیتے ورنہ بایں معنے امام الائمہ و سید الاولیا حضور اقدس سرورِ دو عالم صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم ہیں و بس، اور اگر امت میں لیجئے تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ اسی طرح خلاصۂ دودمانِ مصطفوی حضرت بتول زہرا ہیں۔ اور ادھر سے لیجئے تو

لہ اس بارہ میں احادیث کثیرہ وارد ہیں فضائل حج و عمرہ میں حضرت والد قدس سرہ العبد نے جواہر البیان شریف میں ستر سے زائد حدیثیں ذکر فرمائیں ان میں بہت احادیث اس معنے کی متعدد ملیں گی سب سے اعلٰی یہ ہے کہ صحیحین میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا جو حج کرے اور اس میں رفث و گناہ سے بچے ایسا پاک ہو کر پھرے جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے نکلا تھا ۱۲ منہ سلمہ یعنی مغفرت تامہ سے جدا و ممتاز ۱۲ منہ سلمہ

یہ اس لئے کہہ دیا کہ اولیا کا اطلاق کبھی بمعنے اعلم آتا ہے یعنے ہر محبوب خدا، تو انبیا بلکہ ملائکہ کو بھی شامل اس معنی پر قرآن عظیم میں فرمایا الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون "بایں معنے سید الاولیا حضور سید المحبوبین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور کبھی ما ورائے انبیا و مرسلین مراد لیتے ہیں ہزاروں بار سنا ہوگا انبیا و اولیا، اور عطف مقتضی مغایرت ہے اس معنی پر سید الاولیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالٰی عنہ ہیں کہ باجماع اہل سنت تمام امت سے افضل و اکمل ہیں اور اس لفظ کا تیسرا اطلاق اخص اور ہے جس میں صحابہ بلکہ تابعین کو بھی شامل نہیں رکھتے کہ وہ حصائے خلصہ سے ممتاز ہیں جیسے کہتے ہیں اس مسئلہ پر صحابہ و تابعین و اولیائے امت و علمائے ملت کا اجماع ہے اس وقت یہ لفظ اصطلاح مشائخ و صوفیہ کا ہم خاں ہوتا ہے اس معنی پر بے شک حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سید الاولیا ہیں لانخص منہ نفس الا ان یعتم دلیل تو فرمائے واجب الاذعان "قدمی ہذہ علے رقبۃ کل ولی اللہ" میں تخصیص بالخصص کی اصلا حاجت نہیں کما حققناہ فی الجواہر المعظم ۱۲ منہ قدس سرہ ۔

حضرت مولا مشکلکشا اور نقادۂ خاندانِ مرتضوی حضرت حسنِ مجتبےٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پس واضح ہوگیا کہ طور متعارف پر حضرات آلِ اطہار کو خلاصۂ مخلوقات کہنا بہت صحیح ہے اور اس سے ان کی فضیلت انبیاء و مرسلین بلکہ خلفائے ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین پہ لازم نہیں آتی کہ جو امور عقائدِ حقہ میں مستقر ہو چکے وہ خود ایضاحِ مراد کو بس ہیں۔ والحمد للہ اولا و آخرا والصلوٰۃ والسلام کاثرا وافرا علی الحبیب الجلیل باطنا وظاہرا و آلہ وصحبہ سادۃ الوریٰ ماطلعت شمسٌ وبدرٌ سریٰ۔

لہ ہم نے اپنی کتاب "مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین" کے منہیات پر متعدد حدیثوں سے ثابت کیا کہ حضرت سبطِ اکبر حضرت سبطِ اصغر سے افضل ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ از انجملہ حدیث طبرانی کہ حضور والا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا حسن کے لئے میری ہیبت و سرداری ہے اور حسین کے لئے میری جرأت و بخشش۔ دوم حدیث احمد و ابوداؤد کہ فرمایا حسن میرا ہے اور حسین علی کا۔ سوم حدیث ابویعلی کہ فرمایا حسن تمام جوانانِ اہلِ جنت کے سردار ہیں" و ہذا حدیث حسن لعین صریح فیما قلنا" فقیر بدلیل احادیث یہی گمان کرتا تھا یہاں تک کہ تیسیر شرح جامع صغیر میں اس سند کی تصریح پائی والحمد للہ ۱۲ منہ قدس سرہ

تکملہ

حج وعمرہ کی ترکیب اور اول سے آخر تک ان کے افعال کی ترتیب اور آدابِ زیارت قبرِ حبیب علیہ صلوٰۃ القریب المجیب میں

یہ شرح کہ حسبِ فرمائش حضرتِ مصنف نہایت مختصر لکھی گئی اگرچہ بحمداللہ کارآمد مسائل پر مشتمل اور اختیار راجح وترک مرجوح میں تام وکامل، جسے نہ جانے گا مگر وہ کہ کتبِ کثیرۂ فقہیہ جمع کرکے نظر دقیق وفکرِ عمیق سے کام لے سکے اور اس کے ساتھ وقتِ اختلافِ ترجیح یا عدمِ تصریح بافتاء وتصحیح رسمِ افتاء وآدابِ مفتی کے مسالک بعیدہ ومعارکِ عدیدہ میں مہارت رکھے بایں ہمہ بحمداللہ جابجا اشاراتِ لطیفہ وتنقیداتِ شریفہ ہیں جن پر اطلاعِ ذہنِ ثاقب کا کام۔ والحمدللہ ولی الانعام قُلتُہ شکرا لا بطرا وفخرا والعیاذ باللہ مما لا یرضاہ۔ مگر ازاں جاکہ اول تا آخر ترکیبِ اعمال وترتیبِ افعال بیان نہ ہوئی جس کی طرف عام حجاج کو عموماً اور عوام کو خصوصاً حاجت، اور اس کے نہ جاننے سے اکثر اوقات کم علم مسلمانوں کو دقت ہوتی ہے لہٰذا فقیر غفراللہ تعالیٰ نے چاہا کہ امورِ مذکورہ سے شرح کی تکمیل اور آخر میں قدرے آدابِ زیارت سراپا طہارت کی مختصر تفصیل کردوں کہ عام مومنین کو انشاء اللہ تعالیٰ خود بصیرت ملے اور مُطوّفوں، مُزیروں کی حاجت نہ رہے۔ سفرِ مبارک حرمین طیبین سے معاودت فرماکر حضرت تاج العلماء سراج الکملاء، سید الفقہاء، سند الفضلاء حضرت والد قدس سرہ الماجد نے کتاب مستطاب "جواہر البیان فی ارکان الارکان" میں اس جلیل کام کو نہایت تک پہنچایا اور طہارت وصلوٰۃ وصوم وزکوٰۃ کے اسرارِ دقیقہ ولطائفِ انیقہ ارشاد فرماکر حج وزیارت کا بیان بے مثیل وعدیل تحریر فرمایا جزاہ اللہ تعالیٰ خیر جزاء واعلیٰ درجاتہ فی دار اللقاء۔ آمین۔ اس جمیل کتاب جلیل مستطاب کی لطافت وخوبی ودلکشی

ع ذوقِ ایں مے نشناسی بخدا تا نہ چشی

اس مبارک کتاب کے نصف سے زائد میں یہی بیانِ جانفزا ہے۔ فقیر اس کی دو فصلوں سے یہ چند حروف تلخیص کرتا ہے۔ و باللہ التوفیق وھدایۃ الطریق۔

حج و عمرہ کی ترکیب

احرام کی ترکیب تو ہم اوپر لکھ چکے یہاں اتنا جانیے کہ حاجیوں کا احرام تین طرح ہوتا ہے۔ تنہا حج کی نیت[۳] اسے افراد کہتے ہیں اور ایسے حاجی کو مُفرِد یا یہ کہ میقات[۴] پر صرف عمرہ کا ارادہ کرے، مکہ معظمہ پہنچ کر اشہرِ حج[۶] میں عمرہ کرکے وہیں حج کا احرام باندھے اسے متمتع کہتے ہیں اور اس حاجی کو متمتع، یا یہ کہ حج و عمرہ دونوں کی نیت[۹] جمع کرے۔ اسے قِران کہتے ہیں

---

[۱] غالباً اسی کا خلاصہ ہے اگرچہ کہیں کہیں کچھ حروف زائد کئے گئے ۱۲ منہ [۲] چوتھا احرام تنہا عمرہ کا ہے جو تمتع و قِران سے جدا ہوا اسے افراد بالعمرہ کہتے ہیں وہ حاجی کا احرام نہیں ۱۲ منہ [۳] یعنے جس کے وقوفِ عرفہ ہو جانے تک احرام عمرہ نہ ہو ورنہ نیتِ حج نیتِ عمرہ سے مُتمتع ہو کر قران کی شکل آجائیگی کما فصلناہ علی ہامش رد المحتار ۱۲ منہ [۴] قید بالمیقات لبیان الطریق المشروع للستۃ فان غیر الآفاقی لا یجوز لہ التمتع والآفاقی لا یجوز لہ التجاوز بغیر احرام والا فان تمتع المکی او تجاوز الآفاقی ثم تمتع کان متمتعا بلا شک وان الشاطر فاما یوجبہ لبعض العبارات و الروایات من ارتاب فعلیہ بشرح الصباب ۱۲ منہ [۵] میقات سے نہ کہا کہ میقات سے ابتدائے احرام ضرور نہیں میقات پر محرم ہونا درکار ہے خواہ وہیں سے باندھے یا پہلے سے باندھا ہو تاکہ تجاوز بے احرام بہوبل الافضل ہو التقدیم علی المیقات الکائن بشرطہ کما نصوا علیہ ۱۲ منہ [۶] اشہرِ حج یکم شوال سے دہم ذی الحجہ تک ہیں ۱۲ منہ [۷] تمتع کے لئے اکثر طوافِ عمرہ یعنے چار پھیروں کا ان مہینوں میں واقع ہونا ضرور ہے اگرچہ پورا عمرہ ان میں نہ ہو۔ مثلاً تین پھیرے رمضان میں کرلئے چار شوال میں کئے ہوں یوں بھی تمتع ہو سکتا ہے کہ اکثر کیلئے حکم کل کا ہے تو جن دنوں میں اکثر طواف واقع ہوگا انہیں میں عمرہ ہونا ٹھہرے گا ۱۲ منہ [۸] وہیں اس لئے کہدیا کہ عمرہ کے احرام سے نکل کر اپنے وطن کو واپس جائے اس کے بعد اگر حج کا احرام باندھے تو متمتع نہ ہوگا۔ عمرہ الگ ہا حج الگ ہا اگرچہ اسی سال حج کرے۔ دوسرا فائدہ اس قید کا یہ ہے کہ حج کا احرام وہیں یعنی حرم سے باندھے کہ اس کا حکم مثل مکی کے ہے اور مکی کے لئے حج کا میقات حرم ہے اگر حل سے باندھے گا دم دے گا۔ ہاں غیر مکی کا تمتع یوں بھی صحیح ہے پر یہاں جائز و مسنون فعل کا بیان ہے ۱۲ منہ [۹] جمع کرنے کے ظاہر متبادر معنے یہ ہیں کہ ایک ہی وقت میں دونوں کی نیت کرے یہ فعل خاص سنت ہے اور اگر پہلے عمرہ کا احرام باندھا اور ہنوز اس کے چار پھیرے نہ کئے تھے کہ حج کا احرام کرلیا جب بھی قِران ہو گیا۔ یونہی اگر پہلے مطلق حج کا احرام کیا تھا اور وقوفِ عرفہ سے پہلے عمرہ کا احرام کرلیا تو بھی قِران ہوا مگر خلافِ سنت کیا خصوصاً جب کہ احرامِ عمرہ بعض افعالِ حج میں شروع کے بعد ہو کہ زیادہ برا ہے ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز [۱۰] تنبیہ احرام کی بارہ صورتیں ہیں جن میں ایک تمتع ہے اور باقی گیارہ میں بعض ائمہ کے طور پر پانچ افراد ہیں اور چھ قِران اور بعض محققین کی تحقیق پر آٹھ افراد ہیں تین قِران، اس کی تفصیل و تحلیل توضیح و تفصیل ہمارے ہوامش رد المحتار پر ہی کہ غالباً دوسری جگہ نہ ملے گی وہاں سے ان تینوں قسموں کی پوری پوری جامع مانع تعریف ظاہر ہوتی یہاں صرف صاف صاف عام فہم بات لکھدی ہے ۱۲ منہ

اور حاجی کو قارن اور زیادہ ثواب اسی میں ہے۔

جب حرمِ مکہ کے متصل پہنچے باادب وخشوع پیادہ پا داخل ہو اور برہنہ پائی بہتر ہے۔ جب مکۂ معظمہ تک آتے نہا کر جانا مستحب ہے۔ جب کعبہ معظمہ پر نظر پڑے دعا مانگے کہ محلِ اجابت ہے۔ باب السلام پر جاکر آستانۂ پاک کو بوسہ دے، دہنا پاؤں پہلے رکھ کر بسم اللہ کہہ کر داخل ہو بعدہ اگر جماعت قائم یا نماز فرض خواہ وتر یا سنتِ مؤکدہ کے فوت کا خوف نہ ہو تو سب کاموں سے پہلے متوجہ طواف ہو مرد اضطباع[1] کرکے اور عورت بے اضطباع حجرِ اسود کی دہنی طرف رکنِ یمانی کی جانب سنگِ مکرم کے قریب یوں کھڑا ہو کہ تمام پتھر اپنے دستِ راست کی طرف رہے پھر طواف کی نیت کرکے کعبہ کو منہ کیے اپنی دہنی سمت چلے۔ جب سنگِ اسود کے مقابل ہو اور یہ بات ادنیٰ حرکت سے حاصل ہو جائے گی، کانوں تک ہاتھ اس طرح اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانبِ حجر رہیں بسم اللہ والحمد للہ واللہ اکبر والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسول اللہ کہے اور حجرِ مطہر پر دونوں کفِ دست اور ان کے بیچ میں منہ رکھ کر یوں بوسہ لے کہ آواز[2] نہ پیدا ہو۔ تین بار ایسا ہی کرے اگر بے ایذا وکشمکش میسر آئے ورنہ ہاتھ یا لکڑی سے مس کرکے انہیں چوم لے۔ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو ہاتھوں سے اس کیطرف اشارہ کرکے انہیں بوسہ دے لے۔ پھر درِ کعبہ کیطرف بڑھے۔ جب محاذاتِ حجر سے گزر جائے سیدھا ہو لے اور خانہ کعبہ کو اپنی بائیں طرف کرکے بے ایذا ومزاحمت مرد رمل کرتا (اور عورت بے رمل) چلے۔ طواف میں کعبہ سے جتنا پاس ہو بہتر مگر اتنا نہ کہ پشتۂ دیوار پر جسم یا کپڑا لگے اور نزدیکی میں ازدحام سے رمل نہ کر سکے تو دوری افضل ہے۔ جب رکنِ یمانی پر آئے اسے دونوں ہاتھوں یا دہنے سے تبرکاً چھوئے نہ صرف بائیں سے اور چاہے تو بوسہ بھی دے اور نہ ہو سکے تو کچھ نہیں[3] یہاں تک کہ حجرِ اسود تک آجائے۔ یہ ایک پھیرا ہوا، یوہیں سات پھیرے

---

[1] تنبیہ: طواف قدوم میں رمل واضطباع دعمی کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے اگر کرے گا تو طواف زیارت میں جس کا بیان آگے آتا ہے ان امور کی حاجت نہ ہوگی ورنہ وہاں کرنے ہونگے اور اس دن ہجوم بہت ہوتا ہے اور کام بھی زیادہ لہذا ہم نے بنظر آسانی مطلقاً ان امور کو داخل ترتیب کر دیا اور قارن کو تو خود افضل ہی یہ ہے کہ یہ باتیں اسی طواف قدوم میں بجالائے ۱۲ منہ [2] یہ ادب ہر بوسۂ تعظیم مثلاً اولیاء وعلماء کے دست وپا چومنے میں بھی ملحوظ رکھے ۱۲ منہ [3] یعنی بوسہ ومس نہ ملے تو یہاں یہ نہیں کہ لکڑی سے چھو کر اسے چومے یا ہاتھوں سے اشارہ کرکے بوسہ دے یہ باتیں صرف حجرِ اسود میں تھیں ۱۲ منہ

کرے مگر رمل تین پھیروں کے بعد نہیں۔ ختم طواف میں بھی حجر پر بوسہ دے پھر مقامِ ابراہیم میں آکر جہاں تک مَر مَر بچھا ہے دو رکعت طواف پڑھے بشرطیکہ وقت مکروہ نہ ہو ورنہ تاخیر کرے۔ اس کے بعد دعا مانگے۔ پھر ملتزم میں آئے کہ اس پارۂ دیوار کا نام ہے جو درمیان حجرِ اسود و درِ کعبہ کے ہے۔ یہاں قریب حجرِ ملتزم سے لپٹے اور اپنا سینہ پیٹ دہنا رخسارہ کبھی بایاں کبھی تمام منہ اس پر رکھے۔ دونوں ہاتھ سر سے بلند کر کے دیوار پر پھیلائے یا دہنا دروازے اور بایاں حجر کیطرف اور دعا کرے۔ پھر زمزم پر آئے، ہو سکے تو خود ایک ڈول کھینچے ورنہ کسی سے لے کر آبِ مطہر رو بکعبہ تین سانسوں میں ہر بار بسم اللہ سے شروع، الحمدللہ پر ختم کرتا خوب پیٹ بھر کر پیئے، باقی بدن پر ڈالے، پیتے وقت دعا کرے کہ قبول ہے۔ کوئیں کے اندر نظر بھی کرے کہ دافعِ نفاق ہے۔ اب اگر کوئی عذر مثل استراحت وغیرہ نہ ہو تو صفا مروہ میں سعی کے لئے پھر حجرِ اسود کو بطورِ مذکور چومے اور نہ ہو سکے تو فقط اس کی طرف منہ کر کے فوراً باب صفا سے جانبِ صفا روانہ ہو، دروازے سے بایاں پاؤں پہلے نکالے اور دہنا پہلے جوتے میں ڈالے پھر صفا کی سیڑھی پر چڑھے کہ کعبہ نظر آئے۔ رو بہ کعبہ ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف پھیلے شانوں تک اٹھائے جیسے دعا میں کرتے ہیں۔ دیر تک تکبیر، تہلیل، درود و دعا میں رہے کہ محلِ اجابت ہے پھر اتر کر ذکر و درود میں مشغول مروہ کو چلے۔ ان دونوں کے بیچ میں بائیں ہاتھ کو دیوار مسجد الحرام میں دو جگہ سبز علامتیں بنی ہیں جنہیں میلین اخضرین کہتے ہیں۔ مرد پہلے میل سے دوڑنا شروع کریں مگر نہ حد سے زائد، نہ کسی کو ایذا دیتے یہاں تک کہ دوسرے میل سے نکل جائیں۔ اتنے راستے کو "مسعیٰ" کہتے ہیں۔ عورتیں نہ دوڑیں۔ اس مابین میں دعا بجد کرے۔ میل دوم سے پھر آہستہ ہولے یہاں تک کہ مروہ پر پہنچے۔ یہاں گو کعبہ نظر نہیں آتا مگر استقبال کر کے جیسے صفا پر کیا تھا کرے۔ یہ ایک پھیرا ہوا۔

پھر صفا پر جائے اور مسعٰے میں دوڑے یہاں تک کہ ساتواں پھیرا مروہ پر ختم ہو۔
واضح ہو کہ عمرہ صرف انہی افعال طواف و سعی کا نام ہے۔ قارن و متمتع کے لئے یہی عمرہ ہو گیا
اور مفرد کے لئے طوافِ قدوم مگر قارن اسی طرح بہ نیت طواف قدوم ایک طواف و سعی اور
کرے اور وہ اور مفرد دونوں احرام میں رہیں لبیک گویاں مقیم مکہ ہوں بخلاف متمتع کہ
تنہا عمرہ والے کی طرح شروع طواف سے بوسۂ حجر لیتے ہی لبیک چھوڑ دے اور طواف و
سعی مذکور کے بعد حلق یا تقصیر کر کے احرام سے باہر آئے پھر جا ہے تو ہشتم ذی الحجہ تک بے
احرام رہے مگر افضل یہ ہے کہ جلد احرام حج باندھ لے اگر یہ خیال نہ ہو کہ دن زیادہ ہیں احرام
کی قیدیں مجھ سے نہ نبھیں گی۔

ایامِ اقامت میں یہ سب حجاج جس قدر ہو سکے نفل طواف بے سعی و رمل و اضطباع
کرتے رہیں اور ہر سات پھیروں پر مقامِ ابراہیم میں دو رکعت پڑھیں ساتویں تاریخ
بعد نمازِ ظہر مسجد الحرام شریف میں امام کا خطبہ سنے۔ آٹھویں تاریخ جس نے ابھی احرام
نہ باندھا ہو باندھ لے اور حج کے رمل و سعی پیشتر کرنا چاہے تو ایک طواف نفل کے
ساتھ کر لے۔ جب آفتاب نکل آئے سب منیٰ کو چلیں بشرطِ قوت پیادہ کہ جب
تک مکہ پلٹ کر آئے گا ہر قدم پر سات کروڑ نیکیاں لکھی جائیں گی سو ہزار کا لاکھ، سو

لہ اگرچہ انہوں نے ان افعال میں نیتِ عمرہ نہ کی ہو ۱۲ منہ ۲ مگر جس متمتع نے سوق ہدی کیا ہو اسے قارن کی طرح احرام سے باہر آنا روا
نہیں ۱۲ منہ ۳ یعنی یہ چند سطریں بیچ میں خاص متمتع کے بیان میں تھیں آگے پھر عام احکام میں جن میں قارن متمتع مفرد سب شریک ۱۲ منہ
۴ اور وہ وہی متمتع ہوگا جو عمرہ کر کے احرام سے باہر آیا یا مکی جس نے ابھی حج کا احرام نہ کیا ۱۲ منہ ۵ مفرد و قارن نے طوافِ قدوم
میں جو رمل و سعی کی وہ حج کی تھی اب انہیں طوافِ زیارت میں فراغت رہیگی پر متمتع کے لئے طواف قدوم نہیں اور وہ رمل و سعی کہ اس نے
کی تھی عمرہ کی تھی اس سے حج کی رمل و سعی ادا نہ ہوئی تو اسے طوافِ زیارت میں کرنے ہوں گے لہذا اگر بخیال زحمت و قلت فرصت یہ
بھی پیشتر فارغ ہو لینا چاہے تو ایک نفلی طواف کے ساتھ ادا کرے ۱۲ منہ ۶ حدیث میں یوں ہے کہ پیادہ جانیوالے کو ہر قدم
پر سات سو نیکیاں ملتی ہیں حرم کی نیکیوں سے اور دوسری حدیث سے ثابت ہے کہ حرم کی ہر نیکی لاکھ نیکیوں کے برابر ہے تو سات سو کو لاکھ
میں ضرب دینے سے سات کروڑ ہوئے ۱۲ منہ ۷ عرفات مکہ معظمہ سے نو کوس گنی جاتی ہے۔ آتے جاتے اٹھارس کوس ہوئے اور فقیر نے تجربہ
کیا کہ عربی کوس ۳½ ہوتا ہے تو تخمیناً ۲۸ میل کچھ ہر میل کے چار ہزار قدم ۲۸ کو ۴۰۰۰ میں ضرب دینے سے ایک لاکھ بارہ ہزار قدم ہوئے
انہیں سات کروڑ میں ضرب دیجئے تو وہی اٹھتر کھرب چالیس ارب نیکیاں ہوتی ہیں۔ اور اگر عرفات مکہ معظمہ سے ذرا سیل ہی رکھئے تو بہتر ہزار
قدم ہوئے جن کی پچاس کھرب چالیس ارب نیکیاں، یہ کیا تھوڑی ہیں اور اللہ کا فضل بہت بڑا ہے ۱۲ منہ قدس سرہ

آتی ہیں اور خدا کا فضل اس نبی کے صدقے میں اس امت پر بہت ہے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم راہ میں لبیک و دعا و درود و ثنا کی کثرت کرے منٰے دیکھ کر دعا مانگے۔ وہاں شب باش ہو کر آج کی ظہر سے نویں کی صبح تک پانچ نمازیں پڑھے۔ یہ رات ذکر و عبادت میں جاگتا یا باطہارت سوتا گزارے۔ جب صبح ہو نماز مستحب وقت پڑھ کر لبیک و ذکر میں رہے یہاں تک کہ آفتاب "کوہ ثبیر" پر کہ مسجد الخیف شریف کے مقابل ہے چمکے۔ اب عرفات کو چلے۔ قلب کو خیالِ غیر سے پاک کرنے میں جہد کامل کرے۔ راستہ کثرت لبیک و ذکر و درود و توبہ و استغفار میں کاٹے۔ جب نگاہ جبلِ رحمت پر پڑے ان امور میں جہد تام کرے کہ انشاء اللہ وقت قبول ہے۔ عرفات میں اس کوہِ مبارک کے پاس یا جہاں جگہ ملے شارع عام سے بچ کر اترے۔ دوپہر تک تضرع و ابتہال اور باخلاص نیت حسب استطاعت تصدق و خیرات و ذکر و لبیک و درود و دعا و استغفار و کلمۂ توحید[1] میں مشغول رہے۔ پھر زوال آفتاب سے کچھ پہلے نہائے کہ سنت مؤکدہ ہے یا وضو کرے اور قبل از زوال کھانے پینے وغیرہا ضروریات سے فارغ ہو لے کہ قلب کو کسی جانب تعلق نہ رہے۔ آج کے دن جیسے کہ حاجی کو روزہ مناسب نہیں کہ دعا میں ضعف نہ ہو یوہیں پیٹ بھر کھانا سخت زہر و ز، غفلت و کسل کا باعث تین روٹی بھوک والا ایک[2] ہی کھائے۔ جب زوال ہو لے بلکہ اس سے پہلے کہ امام کے قریب جگہ ملے مسجد نمرہ جائے۔ سنتیں پڑھ کر خطبہ سن کر امام کے ساتھ ظہر پڑھے اس کے بعد بے توقف عصر کی تکبیر ہوگی معاً جماعت میں عصر پڑھ لے[3] کہ نماز امام

---

[1] یعنی لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک و لہ الحمد یحیی و یمیت و ہو حی لا یموت بیدہ الخیر و ہو علی کل شیء قدیر۔ حدیث میں فرمایا بہترین کلمہ جو آج عرفہ کے دن میں نے اور مجھ سے پہلے انبیاءؑ نے فرمایا یہ ہے ۱۲ منہ [2] حدیث میں ہمیشہ تہائی پیٹ کھانے کو فرمایا ہے۔ ہم حریصوں سے مداوم عمل نہیں ہوتا تو کاش ایام اقامت حرمین میں تو اس پر عامل رہیں ورنہ جان برادر ملتفت ہو اے کہ پُر شد و گر چوں پرد۔ اے عزیز ہفتہ بھر اس پر عمل کر دیکھ پھر اگر اگلی حالت سے کچھ فرق دیکھے مانا وہ نہ اختیار رہے۔ زندگی ہے تو کھانے پینے کے دن بہت ہیں حرمین کی اقامت تو نشاط سے گزرے۔ جان برادر اگر اتنا صبر بھی شاق ہے تو ۸ سے ۱۳ تک کہ خاص اعمالِ حج کے دن ہیں اور آٹھ دس روز مدینہ طیبہ کے کہ حضوری مبارک کے ایام ہیں ذرا نفس کی باگ کڑی کرے ورنہ یقین جان کہ بسیار خوار ست بسیار خوار ۱۲ منہ

[3] مسئلہ جو عصر کی جماعت نہ پائے ظہر کی جماعت بھی نہ ملی ہو تو ظہر پڑھ کر عصر کی جماعت کا انتظار نہ کرے بلکہ ظہر پڑھ کر اپنے ڈیرے پر عصر پڑھ لے۔

اعظم یعنی سلطان یا اس کے نائب ماذون کے پیچھے ہو ورنہ عصر وقت سے پہلے باطل ہوگی بعد نماز فوراً فوراً موقف کو جائے۔ افضل یہ ہے کہ اونٹ پر امام سے نزدیک جبل الرحمۃ کے قریب جہاں سیاہ پتھروں کا فرش ہے رُو بہ قبلہ پسِ پشتِ امام کھڑا ہو جب کہ ان فضائل کے حصول میں دقت یا کسی کی اذیت نہ ہو ورنہ جہاں اور جس طرح ہو سکے وقوف کرے۔ امام کی دہنی جانب بائیں اور بائیں رُو برو سے افضل ہے۔ اب غایت خشوع و خضوع کے ساتھ لرزتا، کانپتا، ڈرتا، امید کرتا، آنکھیں بند کئے، گردن جھکائے، دستِ دعا آسمان کی طرف اٹھائے تکبیر، تہلیل، تسبیح، تلبیہ، حمد، ذکر، درود، دعا، توبہ، استغفار میں ڈوب جائے۔ کوشش کرے کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا ٹپکے کہ دلیل اجابت و کمالِ سعادت ہے ورنہ رونے والوں کا سا منہ بنائے کہ "مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ" اثنائے دعا و ذکر میں لبیک کی بار بار تکرار کرے آج کے دن دعائیں بہت منقول ہیں مگر سب میں بہتر یہ ہے کہ دعا کے بدلے سارا وقت درود و ذکر و تلاوتِ قرآن میں گزارے کہ دعا[۴] والوں سے زیادہ پائے گا۔

غرض اسی حالت تضرع و زاری پر رہے یہاں تک کہ سورج ڈوب جائے اور ایک جزِ لطیف[۵] رات کا آجائے۔ اس سے پہلے کوچ منع ہے اور ایک ادب واجب الحفظ اس روز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سچے وعدوں پر بھروسہ کرکے یقین جانے آج میں گناہوں سے ایسا پاک ہو گیا جیسا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اب کوشش کروں کہ آئندہ گناہ نہ ہو اور جو دانع اللہ تعالیٰ نے یہ محض

---

[۱] یعنی بطن عُرنہ سے بچ کر کہ وہاں وقوف محض ناجائز ہے وہ عرفات میں ایک نالہ ہے جو حرم محترم کے نالوں سے مسجد عرفات سے جسے مسجد نمرہ کہتے ہیں، پچھاں یعنی کوہ مشعر کی طرف ۱۲ منہ [۲] یہ سارے حدیثوں سے ثابت ہے جسے ان کا دیکھنا ہو جواہر البیان شریف مطالعہ کرے۔ خلاصہ ان کا یہ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اگر تو اپنی سب دعاؤں کے عوض مجھ پر درود بھیجا کریگا تو اللہ تعالیٰ تیرے سب کام بنا دے گا اور تیرے گناہ معاف فرمائے گا۔ بیہقی کی حدیث میں ہے رب العزت جل جلالہ فرماتا ہے جو میرے ذکر کے سبب دعا کی فرصت نہ پائے اسے سب مانگنے والوں سے زیادہ دوں۔ ترمذی کی حدیث میں ہے مولا تعالیٰ فرماتا ہے جسے تلاوت قرآن ذکر دعا کی مہلت نہ دے اسے سب سائلوں سے افضل عطا کروں ۱۲ منہ قدس سرہ [۳] اس کے معنے ہم اوپر لکھ چکے کہ غروب آفتاب کا یقینی ہونا مراد ہے پھر دیر نہ کرے گا منہ قدس سرہ

رحمت میری پیشانی سے دھویا ہے پھر نہ لگے۔ بعد تیقنِ غروب فوراً سکینہ و وقار کے ساتھ ہمراہ[1] امام لبیک و تکبیر و ذکر و درود میں مشغول مزدلفہ جائیں۔ راہ میں وسعت ملے اور کسی کی ایذا نہ ہو تو سیر میں شتابی کریں۔ نماز مغرب و عشا عرفات خواہ راہ میں نہ پڑھیں جب مزدلفہ نظر آئے بشرطِ قدرت پیادہ ہو جائے اور نہا سکے تو بہتر۔ یہاں جبلِ قزح کے قریب راہ سے بچ کر اتریں۔ اسباب اتارنے، اونٹ کھولنے سے پہلے وقتِ عشا میں بعد اذان و اقامت نماز مغرب بہ نیت ادا اور اس کے بعد بے تکبیر یا تکبیر کہہ کر بے فصل سنت و نفل معاً عشا پڑھ لیں۔ اس جمع میں جماعت شرط نہیں۔ صبح تک بقدرِ قدرت یادِ خدا و درود و دعا میں رہیں۔

جب صبح ہو نماز صبح اول وقت خوب تاریکی میں پڑھ کر مشعر الحرام میں آئیں، امام کے پیچھے رو بقبلہ ذکر و لبیک و درود و دعا میں نہایت جہد رکھیں۔ اللہ جل جلالہ سے بتضرع تمام حقوق العباد سے خلاصی مانگیں۔ یہاں سے سات کنکریاں اٹھا کر دھو کر رکھ لیں۔ جب خوب روشنی ہو جائے اور آفتاب قریبِ طلوع آئے۔ ہمراہِ امام لبیک و ذکر میں مشغول منیٰ کو چلیں۔ جب وادی محسر[2] پہنچیں بقدر پانسو پینتالیس گز شرعی کے سیر میں بے ایذائے احد سے تیزی کریں اور اس عرصہ میں غضب و عذابِ الٰہی سے پناہ مانگیں جب منیٰ پہنچیں سب کاموں سے پہلے جمرۃ العقبہ کو کہ ادھر سے پچھلا جمرہ ہے اور مکہ معظمہ سے پہلا، جائیں اور بطنِ وادی میں سواری پر جمرہ سے پانچ گز شرعی چھوڑ کر کھڑے ہوں کہ منیٰ دہنے ہاتھ پر رہے اور کعبہ بائیں پر۔ پس رُخ جمرہ سات کنکریاں جدا جدا سیدھا ہاتھ خوب اٹھا کر کہ سپیدی بغل ظاہر ہو، ہر ایک پر "بسم اللہ اللہ اکبر" کہہ کر ماریں۔ بہتر ہے کہ کنکریاں جمرہ تک پہنچیں ورنہ تین گز شرعی کے فاصلہ

---

[1] اور پر گزرا کہ ہمراہی امام سنت ہے اگر وہ وقت مسنون پر کوچ کرے اور مسیت میں اپنی یا غیر کی اذیت نہ ہو ۱۲ منہ سرہ

[2] منیٰ و مزدلفہ کے بیچ میں ایک نالہ ہے۔ دونوں کی حدود سے خارج مزدلفہ سے منیٰ کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو جو پہاڑ پڑتا ہے اس کی چوٹی سے شروع ہوا ہے ۵۴۵ گز طول رکھتا ہے یہاں آکر اصحاب الفیل ٹھہرے اور ان پر عذاب ابابیل اترا تھا اس لئے اس سے جلد گزرنا اور عذاب الٰہی سے پناہ مانگنا چاہیے ۱۲ منہ قدس سرہ

تک گریں۔ اس سے زیادہ میں وہ کنکری شمار میں نہ آئے گی۔ پہلی کنکری سے لبیک موقوف کریں۔ جب سات پوری ہو جائیں فوراً ذکر و دعا کرتے پلٹ آئیں۔ اب قربانی[1] میں کہ متمتع و قارن پر واجب اور مفرد کو مستحب ہے مشغول ہوں۔ اگر ذبح کرنا آئے خود ذبح کریں ورنہ ذبح میں حاضر ہوں۔ دونوں ہاتھ اور ایک پاؤں اس کا باندھ کر رو بقبلہ لٹائیں اور تکبیر کہہ کر نہایت تیز چھری بسرعت تمام پھیر دیں۔ بعدہ ہاتھ پاؤں کھول دیں۔ اونٹ ہو تو اسے کھڑا کر کے سینہ میں منتہائے گلو پر نیزہ ماریں کہ سنت یوہیں ہے اور اس کا ذبح مکروہ اگرچہ حلت میں کافی ہے۔

بعد فراغ اپنے اور تمام مسلمانوں کے لئے قبول حج و قربانی کی دعا کریں۔ جب تک سر نہ ہو کھال نہ کھینچیں کہ ایذا ہے۔ بعدہ رُو بقبلہ بیٹھ کر مرد سارا سر منڈائیں کہ افضل ہے یا بال کتروائیں کہ رخصت ہے۔ ابتدا داہنی جانب سے کریں وقتِ حلق اللّٰہُ اکبر اللّٰہ اکبر لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر و للّٰہ الحمد کہتے جائیں۔ بعد فراغ بھی کہیں۔ سب مسلمانوں کی مغفرت مانگیں، بال دفن کر دیں۔ حلق سے پہلے ناخن نہ کتروائیں، خط نہ بنوائیں، عورتوں کو حلق روا نہیں۔ ایک پور برابر بال کتروا دیں اب جماع و دواعیٔ جماع کے سوا جو کچھ احرام نے حرام کیا تھا سب حلال ہو گیا۔ افضل یہ ہے کہ آج دسویں ہی تاریخ طوافِ فرض کیلئے جسے "طواف الزیارۃ" کہتے ہیں مکہ معظمہ جائیں بدستور مذکور پیادہ پا طہارت و ستر عورت بے اضطباع[2] کریں۔ اسی طرح[3] جو مفرد و متمتع مثل قارن رمل و سعیِ حج دونوں خواہ

---

[1] یہ قربانی عید کی قربانی سے جدا ہے وہ مسافر پر اصلا نہیں اور مقیم مالدار پر واجب ہے اگرچہ حاجی ہو ۱۲ منہ [2] ہم اوپر لکھ چکے کہ اس طواف میں اضطباع اصلا نہیں اگرچہ پیشتر نہ کیا ہو ۱۲ منہ [3] توضیح مسئلہ یہ ہے کہ قارن کو طوافِ قدوم میں رمل و سعی کر لینی افضل ہے" وھذا معنی قولہ مثل قارن" اور مفرد کو بھی بخیال زحمت و قلت فرصت اجازت اور متمتع کے لئے اگرچہ طواف قدوم نہیں" کما بینا من قبل" مگر اسے ہم اوپر لکھ آئے کہ پہلے کر لینا چاہیے تو ایک طواف نفل کے ساتھ کر لے اب یہ لوگ اگر پیشتر ان کاموں سے فارغ ہو لئے تھے فبہا، آج حاجت نہ پڑے گی مگر جس نے نہ کئے خواہ قارن ہو یا مفرد یا متمتع اسے اب کرنے چاہئے پر رمل اسی طواف میں مشروع ہے جس کے بعد سعی ہو تو جس نے ہنوز دونوں نہ کئے ہوں وہ تو ظاہر ہے کہ اس طواف کے ساتھ دونوں کرے گا اور جس نے سعی نہ کی اور رمل کر لیا وہ بھی اب دونوں کرے سعی تو یوں کہ باقی تھی اور رمل یوں کہ پہلا رمل جو طواف بے سعی میں واقع ہوا نامشروع تھا اب بروجہ مشروع بجا لائے اور جس نے سعی کر لی تھی رمل نہ کیا تھا وہ اب کچھ نہ کرے سعی تو یوں کہ کر چکا ہے اور رمل یوں کہ کرتا ہے تو بے سعی واقع ہو گا اور سعی دوبارہ نہیں ہو سکتی ۱۲ منہ قدس سرہ

صرف سعی حج سے کسی طواف[1] کامل باطہارت میں فارغ ہوچکا ہے وہ رمل وسعی نہ کرے ورنہ اب دونوں بجالائے۔ بعد طواف دو رکعت مقام میں پڑھیں اس سے عورتیں بھی حلال ہوگئیں۔ بارہویں تک اس کی تاخیر روا۔ اس کے بعد بلا عذر مکروہ تحریمی موجب دم۔

اب دسویں تاریخ نماز ظہر مکہ معظمہ میں پڑھ کر پھر منے[2] جائے گیارہویں شب وہیں بسر کرے نہ مکہ میں نہ راہ میں کہ مکروہ ہے۔ روز یازدہم بعد نماز ظہر امام کا خطبہ سن کر متوجہ رمی ہو۔ ان ایام میں رمی جمرہ اولی سے شروع کرے جو مزدلفہ کی طرف مسجد خیف سے قریب ہے۔ راہ مکہ کیطرف سے آکر چڑھائی پر چڑھے کہ یہ جگہ بہ نسبت جمرۃ العقبہ کے بلند ہے رو بہ کعبہ بطور مذکور سات کنکریاں مار کر جمرہ سے قدرے آگے بڑھے مستقبل قبلہ ہاتھ دعا میں یوں اٹھا کر کہ ہتھیلیاں جانب قبلہ رہیں حضور قلب سے حمد و درود و دعا و استغفار میں بقدر قرارت سورہ بقر یا کم سے کم بمقدار تلاوت بست آیت مشغول رہے۔

آگے جمرۂ وسطی ہے وہاں بھی ایسا ہی کرے۔ پھر جمرہ عقبہ ہے یہاں رمی کرکے نہ ٹھہرے معاً پلٹ آئے۔ پلٹتے میں دعا کرے۔ شب دوازدہم یہیں اپنی فرودگاہ پر گزارے۔ بارہویں تاریخ جمرات ثلاثہ کو بعد زوال اسی طریقہ سے رمی کرے۔ اب

---

[1] طواف کامل کے معنے فصل واجبات میں گزرے ۱۲ منہ [2] قدرت الٰہی کا ایک عجیب تماشا ہر کس و ناکس منٰی میں ان آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے جس سے بحمداللہ حقانیت اسلام و معجزۂ باہرۂ حضور سید الانام علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ظاہر ہوتے چند پہاڑوں کے درمیان ایک چھوٹی سی جگہ کا نام ہے جس کا عرض تو بہت ہی قلیل ہے اور طول دو میل سارا رقبہ ایک میل مربع سے بھی کم سمجھئے۔ یہاں چار پانچ روز تمام حجاج کا ہجوم رہتا ہے پھر یوں نہیں جیسے نماز کی صفیں یا مجلس کی گنجائی بلکہ جسطرح شہروں میں بستے ہیں ہزار ہا خیمے، ڈیرے، قناتیں، پردے ہر ایک اپنی اپنی جدا منزل میں پھر اصل آبادی کی عمارتیں علاوہ اور ہم اوپر لکھ آئے کہ کسی سال پندرہ لاکھ سے کم حجاج نہیں ہوتے۔ فقیر جس سال حاضر تھا اٹھارہ لاکھ کی مردم شماری سننے میں آئی پھر کبھی نہ دیکھئے گا کہ منٰی بھر گئی یا کسی وقت حاضرین پر تنگی ہوئی سب اپنے گھر بہ فراغت پھیلے چلتے پھرتے، سوتے، بستے، کام کاج کرتے ہیں۔ یہ بحمداللہ صریح تصدیق ہے اس حدیث کی کہ ارشاد ہوا منٰی حاجیوں کیلئے ایسی پھیلتی ہے جیسے ماں کا پیٹ بچہ کیلئے کہ جتنا بچہ بڑھتا جاتا ہے ماں کا پیٹ جگہ دیتا ہے۔ اشھد ان الاسلام حق و الکفر باطل والحمد للہ رب العالمین ۱۲ منہ قدس سرہ

تا بہ غروبِ آفتاب مختار ہے کہ جانبِ مکہ روانہ ہو اور ایک دن اور ٹھہرے تو افضل ہے مگر بعد غروب چلا جانا معیوب۔ پس اگر تیر ہوں کو بھی ٹھہرا تو اسی طرح رمیِ جمرات کر کے متوجہ مکہ معظمہ ہو۔ جب وادیٔ محصب میں کہ جنت المعلّٰے کے قریب ہے، پہنچے سواری سے اتر لے یا بے اترے کچھ دیر ٹھہر کر مشغولِ دعا ہو۔ بہتر تو یہ ہے کہ عشاء تک نمازیں یہیں پڑھے۔ نیند لیکر داخلِ مکہ معظمہ ہو۔ اب اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و اولیائے نعمت خصوصاً حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب و عترت علیہ و علیہم الصلوٰۃ والتحیہ کیطرف سے جتنے ہو سکیں عمرے کرتا رہے جب عزمِ سفر ہو طوافِ وداع بے رمل و سعی و اضطباع کرے۔ دو رکعت مطلوبہ پڑھے۔ پھر زمزم[1] پر آئے، پانی بہ طریق مذکور پیئے بدن پر ڈالے، پھر رو بروئے درِ اقدس کھڑا ہو، آستانۂ پاک کو بوسہ دے، فلاحِ دارین، قبولِ حج، مغفرتِ ذنوب، توفیقِ حسنِ عود بارہا کی دعا کرے۔ ملتزم پر آکر بہ نہج مذکور غلافِ کعبہ تھام کر چمٹے، تضرع، خشوع، دعا، بکاء، ذکر، درود کی جو تکثیر ہو سکے بجا لائے۔ حجرِ مطہر کو بوسہ دیکر الٹے پاؤں رخ بہ کعبہ یا سیدھے چلنے میں بار بار پھر کر کعبہ کو بہ نگاہِ حسرت دیکھتا فراقِ بیت پر روتا یا رونے کی صورت بناتا مسجدِ مقدس کے دروازہ مسمے بہ "باب الحزورہ" سے نکلے پھر بقدرِ استطاعت فقرائے حرم پر تصدق کر کے متوجہ مدینہ طیبہ ہو۔

---

[1] قدرتِ ربانی کا مرقع نمونہ اس مبارک کنوئیں میں ہے چھوٹا سا کنواں، ذرا سا دور اور لاکھوں کا ہجوم، آٹھ پہر میں ایک دم کو پانی تھمنے نہیں پاتا ہزاروں پیتے ہیں، ہزاروں دفنوں میں، ہزاروں نہا رہے ہیں، ہزاروں مشکیں شہر میں جا رہی ہیں، ایک غل سر کا دوسرا آیا پہنچنے نہ پایا کہ تیسرا آیا پھر کوئی بتا دے کہ فلاں وقت کنوئیں کا پانی کچھ کمی کر گیا۔ واللہ یہ برکت والے مصطفےٰ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی برکت ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا، گہرے سے گہرا کنواں فرض کیجئے اور ایک دن میں پندرہ لاکھ، اٹھارہ لاکھ کا ہجوم اس پر آئے دیکھئے دم کے دم میں سن لیجئے گا کہ تلی میں خاک بھی نہ رہی۔ ایک بار صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کے زمانہ میں زمزم شریف میں ایک حبشی گر کر مر گیا سب پانی کھینچا گیا تھا، تھک تھک گئے، شل ہو گئے بہزار مشکل قدرے گھٹا کہ دفعۃً حجرِ اسود کیطرف سے ایک موسلا دھار پرنالہ اس جوش سے گرا کہ آن کی آن میں پھر ویسا ہی کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کی بے شمار درودیں مصطفےٰ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور ان کی آل پہ ۱۲ منہ قدس سرہ

حاضری دربارِ دُربارِ مدینہ طیبہ

اس سفر سراپا ظفر میں نیت لحاظِ غیر سے خالص اور درود و ذکر شریف حضورِ اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی نہایت کثرت کرے۔ جب حرمِ محترم مدینہ میں داخل ہو، احسن یہ ہے کہ سواری سے اتر پڑے۔ روتا، سر جھکائے، آنکھیں نیچے کئے چلے، ہو سکے تو برہنہ پائی بہتر بلکہ ؎ جائے سراست اینکہ تو پائے می نہی
پائے نہ بینی کہ کجا می نہی

جب نگاہ قبۂ سعادت و برجِ کرامت پر پڑے صلوٰۃ وسلام کی کثرت کرے۔ جب خاص شہرِ اقدس تک پہنچے قبل دخول اور نہ بن پڑے تو بعد دخول پیش از حضورِ مسجد، وضو و مسواک کرے اور غسل احسن، جامۂ سفید پاکیزہ پہنے، نیا بہتر، سرمہ و خوشبو لگائے، مشک افضل، جب دروازۂ شہر میں داخل ہو تمام ہمت اپنی تکثیرِ صلوٰۃ وسلام میں مصروف کرے۔ مراقبۂ جلال و جمال محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم میں ڈوب جائے۔

اب ان ضروریات و حوائج سے جن کا لگاؤ باعثِ تشویشِ خاطر ہو بسرعت تمام فراغ پا کر پہلا کام یہ کرے کہ آستانۂ والا کیطرف بہایت خشوع و خضوع متوجہ ہو۔ اگر رونا نہ آئے رونے کا منہ بنائے اور دل کو بہ زور رونے پر لائے۔ اپنی سختیٔ دل سے رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کیطرف التجا کرے۔ جب درِ مسجد پر حاضر ہو صلوٰۃ وسلام عرض کر کے قدرے توقف کرے گویا سرکار سے اذنِ حضوری طلب کرتا ہے۔ پھر دہنا پاؤں پہلا رکھتا سر سے پاؤں تک ادب بنتا داخل ہو۔ اس وقت جو ادب و تعظیم واجب ہے مسلمان کا قلب خود واقف ہے۔ دل و جوارح کو خیالِ غیر و حرکاتِ عبث سے باز رکھے۔ مسجدِ اقدس کی آرائش و زینت ظاہری کی طرف نگاہ نہ کرے۔ اگر کوئی ایسا سامنے آئے

جس سے سلام و کلام ضروری ہو حتی الوسع اعراض کر جائے، نہ بن پڑے تو قدرِ ضرورت سے تجاوز نہ کرے۔ پھر بھی دل اسی طرف متوجہ ہو۔ زنہار زنہار اس مسجدِ مقدس میں کوئی حرف چلّا کر نہ کہے۔ یقین جان کہ وہ جناب[1] مزار اعظر و انور میں بحیات ظاہری، دنیاوی حقیقی ویسے ہی زندہ ہیں جیسے پیش از وفات تھے۔ موت ان کی ایک امر آنی تھی۔ اور انتقال ان کا صرف نظر عوام سے چھپ جانا۔ ائمۂ دین فرماتے ہیں حضور ہمارے ایک ایک قول[2] و فعل بلکہ دل کے خطروں[3] پر مطلع ہیں صلے اللہ تعالے علیہ وسلم

اب اگر جماعت قائم ہو شریک ہو جائے کہ اس میں تحیۃ المسجد بھی ادا ہو جائے گی ورنہ اگر غلبۂ شوق اجازت دے تو دو رکعت تحیۃ المسجد و شکرانہ حاضری صرف سورۂ کافرون و اخلاص سے بہت تخفیف کے ساتھ مگر بہ مراعات سنن مصلائے رسول اللہ صلے اللہ تعالے علیہ وسلم میں جہاں اب وسطِ مسجد میں محراب نبی ہے اور وہاں میسر نہ آئے تو حتی الوسع اس کے نزدیک ادا کرے۔ بعدہ سجدۂ شکر میں گرے اور دعا مانگے کہ الٰہی اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ادب روزی فرما۔

اب وقت وہ آیا کہ منہ اس کا مثل دل کے اس شباک پاک کی طرف ہو گیا جو اللہ تعالے کے محبوب عظیم الشا[illegible] گاہ رفیع المکان ہے صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، گردن جھکائے، آنکھیں نیچی کئے، لرزتا، کانپتا، بید کی طرح تھرتھراتا، ندامتِ گناہ سے عرقِ شرم میں ڈوبا قدم بڑھا، خضوع و وقار و خشوع و انکسار کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرے، سوا سجدہ و عبادت کے جو بات ادب و اجلال میں اکمل ہو بجا لائے۔ حضورِ والا کے پائیں یعنی شرق کی سمت سے آئے کہ وہ جناب مزار پر انوار میں رو بہ قبلہ جلوہ فرما ہیں۔

---

[1] اس نفیس مقام پر کتاب مستطاب جواہر البیان شریف میں وہ نفحاتِ جاں افروز و نفثاتِ دشمن سوز ہیں جن کی شرح میں فقیر نے کتاب "سلطنت المصطفیٰ فی ملکوت کل الورٰے" تحریر کی جسے ان حقائق کی تفصیل دیکھنی منظور ہو اس کی طرف رجوع کرے انشاء اللہ حق کا رنگ چمکائے گا اور باطل کا سر کچلے گا۔ ذلک من فضل اللہ علینا وعلی الناس ولکن اکثر الناس لا یشکرون ۱۲ منہ [2] علماء کرام فارسی نے فرمایا حضور سے کچھ پوشیدہ نہیں وہ تیرے تمام افعال و احوال و کوائف و مقام سے آگاہ ہیں ۱۲ منہ [3] امام علامہ محمد قسطلانی شارح بخاری نے مواہب لدنیہ اور علامہ ابن الحاج مکی محمد عبدری نے مدخل میں اور ان کے ماسوا اور کثیر نے تصریح فرمائی ۱۲ منہ نور۔

جب تو اس سمت سے حاضر ہوگا حضور کی نگاہ بکیس پناہ تیری طرف ہوگی اور یہ امر تیرے لئے دو جہاں میں بس ہے۔

پھر زیرِ قندیل میخِ سیمیں کے محاذی جو دیوار حجرۂ مقدسہ میں چہرۂ انور کے مقابل مرکوز ہے پہنچ کر پشت بہ قبلہ دست بستہ مثل نماز کھڑا ہو کتب معتمدہ[1] میں اس معنی کی تصریح ہے اور زنہار جالی شریف کے بوسہ و مس سے دور رہ کہ خلافِ ادب ہے۔ اب نہایت ہیبت و وقار کے ساتھ مجرا و تسلیم بجالا بہ آواز حزیں و صورت درد آگیں و دل شرمناک و جگر صد چاک معتدل آواز سے نہ نہایت نرم و پست نہ بہت بلند و سخت عرض کر،

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ السلام علیک یارسول اللہ۔ السلام علیک یاخیر خلق اللہ۔ السلام علیک یاشفیع المذنبین السلام علیک وعلیٰ آلک واصحابک اجمعین۔

جہاں تک ممکن ہو اور زبان یاری دے اور ملال و کسل نہ ہو صلوٰۃ و سلام کی کثرت کر، حضور سے اپنے اور اپنے والدین و مشائخ و احباب تمام اہلِ اسلام کے لئے شفاعت مانگ۔ بار بار عرض کر: اسألک الشفاعۃ یارسول اللہ، پھر کسی نے عرضِ سلام کی وصیت کی تو بجالا، عرض کر السلام علیک یارسول اللہ من عبدک وابن عبدک احمد رضا ابن نقی علی یسئلک الشفاعۃ لہ وللمسلمین۔ فقیر اپنے مسلمان بھائیوں سے عاجزانہ درخواست کرتا ہے جو صاحب اس رسالہ پر واقف ہو اور اللہ عزجلالہ حاضریٔ روضۂ اقدس عطا فرمائے ان الفاظ کو عرض کر کے ثوابِ جزیل پائیں اور نالائق ننگِ خلائق کو ممنونِ احسان بنائیں۔ اللہ تعالیٰ تمہیں

---

[1] مثل اختیار شرح مختار و فتاوی عالمگیری و لباب و شرح لباب وغیرہا اھ منہ [2] اطلاق عبد بمعنے غلام قطعاً جائز و شائع اور قرآن و حدیث میں واقع فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اپنی کتاب "الباقۃ الشارقۃ علی مارقۃ المشارقۃ" میں اس کی تحقیق مشبع لکھی اور اپنے رسالہ "مبیر مسلم شرح قصیدہ اکسیر اعظم" میں بھی قدرے توضیح اور گیارہ احادیث پر قناعت کی یہاں اسی قدر کافی کہ رب الارباب عزجلالہ قرآن عظیم میں فرماتا ہے ۱۳۰۲ وانکحوا الایامیٰ منکم والصٰلحین من عبادکم وامائکم، دیکھو اللہ تعالیٰ نے تمہارے غلاموں کو ہمارا عبد فرمایا اگرچہ ہمیں اپنے غلام کو یا عبدی نہ کہنا چاہئے کہ تواضع کے خلاف ہے حدیث میں اس کی ممانعت آئی نہ یہ کہ غلام بھی اپنے آپ کو اپنے آقا کا عبد نہ کہے اھ منہ قدس سرہ ۔

دونوں جہان میں جزائے خیر بخشے آمین۔

بعدہ ایک گز شرعی اپنے دہنے ہاتھ یعنی مشرق کی جانب ہٹ کر مقابلِ چہرۂ انور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کھڑا ہو کر عرض کر السلام علیک یا خلیفۃ رسول اللہ۔ السلام علیک یا وزیر رسول اللہ۔ السلام علیک یا صاحب رسول اللہ فی الغار ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پھر اسی قدر ہٹ کر روبرو جناب فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ قیام کر کے کہہ السلام علیک یا امیر المؤمنین السلام علیک یا مُتمِّم الاربعین۔ السلام علیک یا عز الاسلام والمسلمین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

پھر بہ قدر نصف گز شرعی کے پلٹ آ، اور صدیق و فاروق کے درمیان کھڑا ہو کر عرض کر السلام علیک یا صاحبی رسول اللہ۔ السلام علیکما یا خلیفتی رسول اللہ۔ السلام علیکما یا وزیری رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

ان سب حاضریوں میں بہ جہدِ تام دعا کرے کہ محلِ قبول ہے، پھر منبرِ اطہر کے قریب آ کر دعا کرے۔ پھر روضۂ منورہ میں یعنی جو جگہ مابین منبر انور و حجرۂ مطہرہ کے ہے اور اسے حدیث میں جنت کی کیاری فرمایا آ کر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا کرے۔ اسی طرح مسجد شریف کے ستونوں[1] کے پاس نمازیں پڑھے، دعائیں مانگے کہ محلِ برکات ہیں خصوصاً بعض میں خصوصیات خاصہ۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔ **مسئلہ** اس سوا جنت آباد کی اقامت غنیمت جانے، جہد کرے کہ کوئی نفس بے کار نہ گزرے۔ مسجد انور سے ضروریات کے سوا باہر نہ جائے باطہارت حاضر رہے مگر حاشا کہ دنیوی باتوں، عبث کاموں میں وقت ضائع نہ کرے۔ **مسئلہ** ہمیشہ جلوسِ مسجد میں نیت اعتکاف رکھے اور روزہ نصیب ہو خصوصاً ایامِ گرما میں تو کیا کہنا کہ اس پر وعدۂ شفاعت ہے۔ **مسئلہ** یہاں ہر عملِ صالح

---

[1] حضرت والد قدس سرہ العابد نے جواہر البیان شریف میں سات ستونوں کی تفصیل فرمائی۔ قال رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان میں ایک ستون (بقیہ آئندہ صفحہ پر)

(بقیہ حاشیہ ص۴۷)

وہ ہے جو محراب مکرم کے دہنی طرف مصلائے نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی علامت ہے۔ ستونِ حنانہ اس کے آگے تھا۔ دوسرا ستون ام المؤمنین عائشہ صدیقہ کا کہ امام اگر مصلائے شریف میں نماز پڑھے تو اس کے پیچھے کی صف میں جو ستون واقع ہوں ان میں سے منبر سے جانبِ مشرق تیسرا ستون ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے چند روز اس کی طرف نماز پڑھی اس کے پاس دعا مقبول ہوتی ہے۔ تیسرا استوانہ توبہ اور وہ ستونِ عائشہ اور ستون ملاصق بہ دیوار حجرہ کے بیچ میں ہے۔ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس کی طرف نماز پڑھی اور وہاں اعتکاف فرمایا تھا۔ چوتھا استوان السریر کہ جالی شریف سے ملتصق ہے۔ اسطوانہ توبہ سے مشرق کو نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس کے پاس اعتکاف کیا۔ پانچواں ستون علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور وہ شمال کی طرف اسطوانہ توبہ کے پیچھے ہے۔ جناب مرتضےٰ کرم اللہ تعالےٰ وجہہ یہاں بیٹھتے اور نماز پڑھتے۔ چھٹا استوان الوفود کہ وہ اسی جانب اسطوانہ علی کے پیچھے ہے۔ اس میں اور اسطوانہ توبہ میں صرف ستونِ علی حائل ہے۔ نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم اور افاضل صحابہ یہاں رونق افروز ہوتے۔ ساتواں اسطوان التہجد کہ بیت فاطمہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کے پیچھے ہے ۱۲ منہ ۵۲ روایت مفتی بہا پر اعتکاف نفل کیلئے کوئی مقدار معین نہیں ایک لمحہ کا بھی ہو سکتا ہے نہ اس کیلئے روزہ شرط، تو آدمی کو ہر مسجد میں بروقت اس کا لحاظ کرنا چاہیئے کہ جب داخل ہو اعتکاف کی نیت کر لے۔ جب تک رہے گا اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔ پھر یہ نیت اسے کچھ پابند نہ کرے گی۔ جب چاہے باہر آئے اسی وقت اعتکاف ختم ہو جائیگا فان الخروج فی النفل المطلق منہ لا مفسد کما نصوا علیہ۔ لوگ اپنی ناواقفی یا بے خیالی سے اس ثواب عظیم کو مفت کھوتے ہیں وفقنا اللہ تعالیٰ للحسنات بجاہ سید الکائنات علیہ افضل الصلوات والتحیات آمین ۱۲ منہ قدس سرہ ۵۳ حضور پرنور سید عالم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں میرا جو امتی مدینہ کی شدت و سختی پر صبر کریگا میں روزِ قیامت اس کا شفیع ہونگا (رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور پر ظاہر کہ روزہ میں شدت و محنت پر صبر ہوتا ہے خصوصاً بلادِ گرم میں خصوصاً جبکہ موسم گرما ہو۔ خود حدیث میں آیا الصوم نصف الصبر روزہ آدھا صبر ہے۔

فائدہ جلیلہ: جن چیزوں پر وعدۂ شفاعت فرمایا گیا جیسے یہ حدیث یا حدیث زیارت شریفہ یا حدیث موت فی المدینہ یا حدیث سوال وسیلہ وغیرہا وہ بحمد اللہ حسنِ خاتمہ کی بشارت جمیلہ ہیں کہ یہاں وعدۂ شفاعت ہے اور وعدہ حضور وعدۂ رب غفور واللہ لا یخلف المیعاد۔ اور کافر کی شفاعت محال تو لاجرم بشارت فرماتے ہیں کہ سختی مدینہ پر صابر اور حضور پرنور کا زائر اور مدینہ طیبہ میں مرنے والا اور حضور کے لئے سوال وسیلہ کرنے والا ایمان پر خاتمہ پائے گا والحمد للہ رب العالمین الہم حقق

ارزقنا آمین ۱۲ منہ قدس سرہ العزیز

پچاس ہزار تک مضاعف ہوتا ہے لہذا عبادات میں جہد لازم شب بیدار رہے۔ کھانے پینے کی تقلیل رکھے، قرآن مجید کا کم سے کم ایک ختم تو یہاں اور حطیم[1] کعبہ معظمہ میں کرلے۔ **مسئلہ** نظر حجرۂ منورہ وقبہ معطرہ کی طرف عبادت ہے جیسے کعبہ کی طرف تو خشوع وادب کے ساتھ اس کی کثرت کرے۔ **مسئلہ** پنجگانہ نماز کے بعد حضور میں حاضر ہوکر صلوٰۃ وسلام عرض کیا کرے۔ **مسئلہ** جب محاذات گنبد اقدس میں گزرے اگرچہ بیرون مسجد اگرچہ بیرون مدینہ جہاں سے قبۂ کریمہ نظر آئے بے ٹھہرے اور صلوٰۃ وسلام عرض کئے نہ گزرے کہ ترک ادب ہے۔ **مسئلہ** ترک جماعت ہر جگہ برا ہے مگر یہاں سخت محرومی والعیاذ باللہ۔ حدیث میں ہے جس سے چالیس نمازیں میری مسجد میں فوت نہ ہوں اس کے لئے دو برأت ونفاق وعذاب سے آزادیاں لکھی جائیں **مسئلہ** دیوار حجرہ کو مس نہ کرے نہ اس سے چمٹے بلکہ کم سے کم تین گز شرعی کا فاصلہ رکھے کہ ادب یہی ہے۔ **مسئلہ** قبر اطہر واعطر کو ہرگز پیٹھ نہ کرے، نماز میں نہ غیر نماز میں۔ **مسئلہ** روضۂ انور کا طواف نہ کرے نہ زمین چومے نہ بوسہ مثل رکوع جھکائے کہ رسول اللہ صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی اطاعت میں ہے۔ **مسئلہ** حسب استحسان علماء زیارت بقیع واحد وقبا ودیگر آثار شریفہ کا قصد ہو تو ان کی تفصیل کتب علماء سے دریافت کرے ورنہ حجرۂ مطہرہ کے حضور حاضر رہنے کے برابر کونسی دولت ہے اللہ تعالےٰ دنیا وآخرت میں ان کا قرب عطا فرمائے۔ آمین۔ وصلی اللہ تعالےٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

---

[1] کعبہ معظمہ سے متصل جانب شمال جو ایک چھوٹی سی دیوار قوسی شکل پر ہے۔ اس کے اندر کی زمین کو حطیم کہتے ہیں اس کا بڑا ٹکڑا بنائے ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم میں داخل کعبہ تھا قریش نے تنگی خرچ کے سبب بنائے جدید میں خارج کردیا ۱۲ منہ سلمہ

رواہ الامام احمد فی مسندہ بسند صحیح عن انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ والحمد للہ رب العالمین۔

تمت الطرۃ الرضیۃ علی النیرۃ الوضیۃ شرح الجوہرۃ المضیۃ والحمد للہ۔

فتوائے مؤلف دربارۂ زیارت سراپا طہارت علیہ الصلاۃ والتحیۃ

یہ فتوے فقیر غفر اللہ تعالے لہ کے مجموعۂ فتاوے "العطایا النبویہ فی الفتاوی الرضویہ" کی جلد سوم البارقۃ الشارقۃ علے مارقۃ المشارقۃ میں مفصل موجود۔ یہاں بمناسبتِ مقام بہ غرض تنبیہ عوام برادرانِ اسلام اس کی نقل اجمالی تحریر میں آتی ہے اور عربی عباراتِ علماء کی جگہ اختصار و تفہیم کے لئے صرف ان کے ترجمہ پر قناعت کی جاتی ہے۔ واللہ الھادی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ زیارت شریف حضور سیدِ عالم صلے اللہ تعالے علیہ وسلم کا حکم کیا ہے اور باوجود قدرت اس کا تارک یا مانع و منکرِ فضل شرعاً کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب

زیارت سراپا طہارت حضور پُرنور سید المرسلین صلے اللہ تعالے علیہ وسلم بالقطع والیقین باجماعِ مسلمین افضلِ قربات و اعظمِ حسنات سے ہے جس کی فضیلت و خوبی کا انکار نہ کرے گا مگر گمراہ بد دین یا کوئی سخت جاہل سفیہ غافل سخرۂ شیاطین والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اس قدر پر تو اجماعِ قطعی قائم اور کیوں نہ ہو خود قرآن عظیم اس کی طرف بلاتا اور مسلمانوں کو رغبت دلاتا ہے قال المولے سبحانہ وتعالے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاءوک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ یعنی اگر ایسا ہو کہ وہ جب اپنی جانوں پر ظلم یعنی گناہ و جرم کریں، تیری بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہوں پھر خدا سے مغفرت مانگیں اور رسول مغفرت چاہے ان کے لئے رسول تو بے شک اللہ عزوجل کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں"

امام سبکی شفاء السقام اور شیخ محقق جذب القلوب میں فرماتے ہیں علماء نے اس آیت سے حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حالِ حیات و حالِ وفات دونوں حالتوں کو شمول سمجھا اور ہر مذہب کے ائمہ مصنفین مناسک نے وقت حاضری مزار پر انوار اس آیت کی تلاوت کو آدابِ زیارت سے گنا" علامہ سمہودی شافعی وفاء الوفاء میں فرماتے ہیں" حنفیہ زیارت شریف کو قریب بہ واجب کہتے ہیں اور اسی طرح مالکیہ وحنبلیہ نے تصریح کی" ہماری کتب مذہب میں مناسک فارسی و طرابلسی وکرمانی و اختیار شرح مختار و فتاوے ظہیریہ و فتح القدیر و خزانۃ المفتین و منسک متوسط و مسلک متقسط و منح الغفار و مراقی الفلاح و حاشیہ طحطاویہ علی المراقی و مجمع الانہر و سنن الہدیٰ و عالمگیری وغیرہا میں اس کے قریب واجب ہونے کی تصریح و تقریر بلکہ خود صاحبِ مذہب سیدنا امام اعظم سے اس پر نص منقول جذب القلوب میں ہے" زیارتِ آنحضرت صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نزد ابی حنیفہ از افضل مندوبات و اوکد مستحبات است قریب بہ درجۂ واجبات" اور بعض ائمہ مالکیہ و شافعیہ تو صاف صاف واجب کہتے ہیں اور یہی مذہب ظاہریہ سے منقول۔ امام ابن الحاج مکی مالکی مدخل اور امام سبکی شافعی تہذیب الطالب امام عبدالحق بن محمد سے نقل فرماتے ہیں" امام ابوعمران فاسی مالکی نے فرمایا قبر شریف حضور سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت واجب ہے" امام قاضی عیاض مالکی شفا شریف میں امام ابوعمرو سے یوں ناقل" قبرِ اقدس حضور والا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی طرف سفر کرکے جانا واجب ہے۔ اسی طرف امام قسطلانی شارح صحیح بخاری شافعی و امام ابن حجر مکی شافعی و علامہ علی قاری حنفی وغیرہم علماء کا میلان ہے بعض کلمات امام سبکی بھی اسی طرف ناظر۔ شفا شریف میں فرمایا" زیارتِ قبر میں نبی صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم واجب" اسی طرح مواہب لدنیہ شریف میں ہے۔ اور شک نہیں کہ ظاہر دلیل اسی کو مقتضی۔ ابن عدی وغیرہ کی حدیث میں ہے حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی" جو حج کرے اور میری

زیارت کو حاضر نہ ہو بے شک اس نے مجھ پر جفا کی۔ علامہ علی قاری شرح لباب میں اس کی سند کو حسن اور وہی شرح شفا، درہ مضیہ اور امام ابن حجر جوہر منظم میں محتج بہ فرماتے ہیں۔ انہیں دونوں کتابوں میں فرمایا "نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جفا حرام ہے تو زیارت نہ کرنا کہ متضمن جفا ہے حرام ہوا"۔ جذب القلوب میں ہے "صاحب مواہب گفتہ ایں ظاہر است در حرمت ترک زیارت زیرا کہ دریں جفا و اذائے اوست وجفا و اذائی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حرام است باجماع پس واجب باشد ازالہ جفا و آں بزیارت خواہد بود پس زیارت واجب باشد"۔ امام قسطلانی اس عبارت کے بعد فرماتے ہیں "بالجملہ جو باوجود قدرت ترک زیارت کرے اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جفا کی اور حضور کا ہم پر یہ حق نہ تھا"۔

اسی طرح ترک زیارت کے موجب جفا ہونے میں متعدد حدیثیں آئیں کہ حضرت والد علام قدس سرہ نے جواہر البیان شریف میں ذکر فرمائیں اور شک نہیں کہ افراد میں اگرچہ کلام ہو مجموع حسن تک مترقی اور حسن اگرچہ لغیرہ ہو محل احتجاج میں کافی اور اسی کے مناسب قصہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے کہ امام ابن عساکر وغیرہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور امام سبکی نے شفا اور علامہ سمہودی نے وفا اور امام ابن حجر نے جوہر میں اس کی سند کو جید کہا کہ جب حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام میں سکونت اختیار فرمائی خواب میں حضور پر نور سید المحبوبین صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت سے شرفیاب ہوئے کہ ارشاد فرماتے ہیں ما ھذہ الجفوۃ یا بلال اما آن لک ان تزورنی یا بلال "اے بلال یہ کیا جفا ہے اے بلال کیا ابھی تجھے وہ وقت نہ آیا کہ میری زیارت کو حاضر ہو"۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ غمگین و ترساں و ہراساں بیدار ہوئے اور فوراً بہ قصد مزار پر انوار جانب مدینہ شد الرحال فرمایا۔ جب شرف حضور پایا قبر انور کے حضور رونا اور منہ اس خاک پاک پر ملنا شروع کیا دونوں صاحبزادے حضرات حسن و حسین صلی اللہ تعالیٰ علی جدہما و علیہما وبارک وسلم تشریف لائے۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہیں گلے لگا کر پیار کرنے لگے شہزادوں نے فرمایا ہم

تمہاری اذان کے مشتاق ہیں یہ سقفِ مسجدِ انور پر جہاں زمانۂ اقدس میں اذان دیتے تھے گئے۔ جس وقت "اللہ اکبر اللہ اکبر" کہا تمام مدینہ میں لرزہ پڑ گیا۔ جب "اشہد ان لا الٰہ الا اللہ" کہا مدینہ کا لرزہ دوبالا ہوا۔ جب اس لفظ پر پہنچے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ کنواری نوجوان لڑکیاں پردوں سے نکل آئیں اور لوگوں میں غل پڑ گیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم مزار پرانوار سے باہر تشریف لے آئے۔ انتقال حضور محبوب ذی الجلال صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے بعد کسی دن مدینہ منورہ کے مرد و زن میں وہ رونا نہ پڑا تھا جو اس دن ہوا ؎ در نمازم خمِ ابروئے تو بر یاد آمد

حالتے رفت کہ محراب بفریاد آمد

اور نیز وہ حدیث بھی مؤید وجوب ہو سکتی ہے جسے امام ابن عساکر اور امام ابن النجار نے کتاب الدرۃ الثمینہ میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں "ما من احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس لہ عذر" میرا جو امتی باوصف مقدرت میری زیارت نہ کرے اس کے لئے کوئی عذر نہیں حتے کہ بعض ائمہ شافعیہ زیارت شریفہ کو مثل حج فرض بتاتے ہیں۔ علامہ عبد الغنی بن احمد بن شاہ عبد القدوس گنگوہی قدس سرہ شاگرد امام علامہ ابن حجر مکی رحمہم اللہ تعالےٰ سنن الہدیٰ میں فرماتے ہیں "میں نے اپنے استاذ ابن حجر ایدہ اللہ الاسلام بیقلہ کو فرماتے سنا کہ زیارت شریفہ ہمارے بعض اصحاب شافعیہ کے نزدیک مثل حج واجب ہے اور ان کے نزدیک واجب و فرض میں کچھ فرق نہیں۔"

بالجملہ قولِ وجوب من حیث الدلیل اظہر اور نظرِ ایمانی میں احب و ازہر ہے اور قریب وجوب کہ علمائے مذاہبِ اربعہ بلکہ خود امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا منصوص اس کے قریب اور حکماً مقارب اور قول سنت اس کے منافی نہیں فقہاء واجب کو بھی کہ سنت یعنی حدیث سے ثابت ہو سنت بولتے ہیں۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالےٰ نے نماز عید کو حنفیہ کے نزدیک واجب ہے سنت کہا۔ بلکہ اطلاقِ اعم میں مستحب و مندوب بھی واجبات کو شامل رفرض و واجب جبکہ حکم عمل و اثم تارک میں مشارک اور شافعیہ کے یہاں فرق اصطلاح نہیں

تو ان کے نزدیک واجب پر اطلاق فرض اور حج سے تمثیل بعید نہیں۔ اس تقریر پر سب اقوال متفق ہو جائینگے اور یہ تصریح علامہ شامی وغیرہ ائمہ وفاق ابقائے خلاف سے اولیٰ اور بیشک وجوب و قرب وجوب کہ جمہور ائمہ مذاہب جسکی تصریح کرتے ہیں۔ تارک کے اثم پر یک زبان۔ بہر حال جزم کیا جاتا ہے کہ باوجود قدرت تارکِ زیارت قطعاً محروم و ملوم و بدبخت و مشوم و آثم و گنہگار و ظالم و جفا کار ہے، والعیاذ باللہ مالا یرضاہ۔ لاجرم سلفاً و خلفاً علمائے دین و ائمہ معتمدین تارکِ زیارت پر طعنِ شدید و تشنیعِ مدید کرتے آئے کہ ترکِ مستحب پر ہرگز نہیں ہو سکتی۔ علامہ رحمت اللہ علیہ رحمۃ اللہ تلمیذ امام ابن ہمام نے لباب میں فرمایا "ترکِ زیارت بڑی غفلت اور سخت بے ادبی ہے"، اور امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی نے تو جوہر منظم میں تارکِ زیارت پر قیامت کبریٰ قائم فرمائی فرماتے ہیں رحمہ اللہ تعالیٰ "خبردار ہو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تجھے ترکِ زیارت سے حد درجہ ڈرایا اور اس کی آفتوں سے وہ کچھ بیان فرمایا کہ اگر تو اسے غور سے سمجھے تو اپنے اوپر ہلاکت و بدانجامی کا خوف کرے حضور نے صاف فرمادیا کہ ترکِ زیارت جفا ہے۔ اور یہ ہیں صحیح حدیث میں آیا کہ میرا ذکر سن کر مجھ پر درود نہ پڑھنا جفا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ باوجود قدرت ترکِ زیارت اور ذکرِ اقدس سن کر ترکِ درود دونوں یکساں ہیں کہ دونوں جفا ہیں تو تارکِ زیارت پر ان سب عذابوں اور شناعتوں کا خوف ہے جو تارکِ درود کے لئے حدیثوں میں آئیں کہ وہ شقی، نامراد، ذلیل و خوار، مستحقِ نار، خدا و رسول سے دور ہے، اس پر ان سب عذابوں اور نیز مردودِ بارگاہ ہونے کی دعا جبریلِ امین و حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیہم وسلم نے فرمائی، وہ راہِ جنت بھول گیا، حد بھر کا بخیل، ملعون، بے دین ہے، اپنے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدارِ جمال جہاں آرا سے محروم رہے گا، والعیاذ باللہ تبارک و تعالیٰ ان باتوں کو یاد کر کے اسے فرد سے جس نے باوصفِ قدرت براہ سستی و کسل زیارت شریف نہ کی شاید یہ سن کر ان برائیوں سے توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لائے۔ اپنے اس نبی پر جفا نہ کرے جو اس کا اور تمام جہان کا اللہ عزوجل کی طرف وسیلہ ہیں۔ اور ہم نے بہت تارکانِ زیارت بحالِ قدرت کو دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے چہروں پر صریح محسوس تاریکی ظاہر کر دی اور نیکیوں میں انہیں ایسا سست کر دیا کہ عبادت چھوڑ کر دنیا میں پڑ گئے اور مرتے دم تک اسی حال پر رہے"۔ والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ۔ اس کے بعد امام نے دو سخت ہولناک واقعے لکھے جنہیں سن کر مسلمان

کا دل کانپ اٹھے اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے صدقہ اپنے پیارے حبیب قریب مجیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آمین۔ مسلمان غور کرے جب تارکِ زیارت کا یہ حال اس کے مانع یا منکر فضیلت کا کیا حال ہوگا۔ آفتاب سے زیادہ روشن کہ ایسا شخص گمراہ بددین، خارق اجماع مسلمین مستحق وعید شدید نولہ ما تولّٰی ونصلہ جہنم وساءت مصیرًا ہے۔ امام ابن حجر افضل القریٰ میں فرماتے ہیں "جو اس کی خوبی میں نزاع کریگا اس کا نزاع کرنا دنیا و آخرت میں اسکی تباہی و روسیاہی کا باعث ہوگا" امام سبکی شفاء شریف میں فرماتے ہیں "نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت و اطرافِ عالم سے اس کی طرف سفر اعظم قربات الٰہی سے ہے جیسا کہ مدتوں سے شرق و غرب کے مسلمانوں میں معروف ہے آجکل بعض مردود (یعنی ابن تیمیہ اور اس کے ہوا خواہ شیطان کے سکھائے سے اس میں شک ڈالنے لگے مگر بیہات یہ مسلمانوں کے دل میں کہاں جگہ پاتی، یہ تو ایک مردود کی فتنہ پردازی ہے جسکا وبال اسی پر پڑیگا" امام احمد قسطلانی مواہب شریفہ میں فرماتے ہیں "قبر مبارک کی زیارت بہت بڑی قربت اور بڑی امید کی طاعت اور نہایت بلند درجوں کی طرف راہ ہے جو اس کے خلاف اعتقاد کرے اس نے رسنِ اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکالدیا اور خدا و رسول و جماعت مشاہیر ائمہ کا خلاف کیا" یہانتک کہ بعض علماء صراحۃً زیارت شریفہ کے قربت ہونے کو ضروریاتِ دین سے اور اس کے منکر کو کافر بتاتے ہیں، درۂ مضیۂ مولٰنا علی قاری میں ہے "بعض فضلاء نے مبالغہ کیا کہ فرماتے ہیں زیارت شریفہ کا قربت ہونا دین سے ضرورۃً معلوم ہے اور اسکے منکر پر کفر کا حکم" علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفا نے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں "قبر اکرم سید عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت اور اس کی طرف سفر کو ابن تیمیہ اور اس کے اتباع مثل ابن قیم نے منع کیا اور یہ اسکا وہ کلام شنیع ہے جسکے سبب علماء نے اس کی تکفیر کی" امام سبکی نے اسمیں مستقل کتاب لکھی۔ اقول قولِ تکفیر کی نفیس تقریر و عمدہ توجیہ مع جواب وجیہ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے بتوفیق اللہ تعالیٰ اصل فتوی میں ذکر کی یہاں اسی قدر کافی۔ مولی تعالیٰ صدقہ اپنے حبیب کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کا ان کی سچی محبت اور سچا ادب بخشے اور انہی کی محبت و تعظیم و ادب و تکریم پر دنیا سے اٹھائے اور اپنے کرم عمیم و فضل عظیم سے دنیا و آخرت میں انکی زیارت سے مشرف و بہرہ مند فرمائے آمین آمین یا ارحم الراحمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سید المرسلین محمد و آلہ و صحبہ اجمعین آمین واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔ کتبہ

عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمد المصطفی النبی الامی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

محمدی حنفی قادری
عبد المصطفیٰ احمد رضا خان

صحت و بصحت عقیدت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ چند

ہم اہلِ سنت کیلئے یہ بات بڑی شرم کی ہے کہ سیدنا سرکار اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ۶۸ سالہ عمر شریف میں جو سرمایۂ علم و فن چھوڑا تھا، آج ان کے وصال کو ۸۰ سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور ہم ان کی خدمات کو دنیا کے سامنے پیش بھی نہ کر سکے۔ ہاں ہمارے اکابر حضور مفتی اعظم، حضرت صدر الشریعہ اور مولانا حسنین رضا خاں ابن استاذ زمن مولانا حسن رضا خاں، منشی لعل محمد مدراسی، قاضی عبدالوحید فردوسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین وغیرہ نے اعلیٰحضرت کی جتنی تصانیف شائع کی ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گی کیوں کہ ان سے پہلے کسی نے اعلیٰحضرت پر کوئی کام ہی نہیں کیا ہے۔ پھر کافی زمانہ تک خاموشی چھائی رہی اور تصانیفِ اعلیٰحضرت کو شائع کرنے میں ہم اہلِ سنت سست رہے اور ہماری توجہ جلسوں، کانفرنسوں کی طرف زیادہ ہوگئی۔ ابھی چند سالوں سے الحمدُ للہ پھر بیداری پیدا ہوئی ہے اور تصانیف اعلیٰحضرت کو شائع کرنے کا سلسلہ پھر زور و شور سے شروع ہو گیا ہے ہندوستان اور پاکستان کے بعض ادارے جیسے "المجمع الاسلامی مبارکپور"۔ "جامعہ نظامیہ لاہور" "ادارۂ تحقیقاتِ امام احمد رضا کراچی" اور "رضا اکیڈمی مانچسٹر" قابلِ ذکر ہیں۔

رضا اکیڈمی پر سیدنا سرکار حضور مفتی اعظم کا کرم خاص ہے کہ اس نے اب تک ۱۱۶ کتابیں شائع کر چکی ہے اور اب ۱۰۰ کتابیں وہ بھی صرف اعلیٰحضرت کی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔ انھیں کتابوں میں سے ایک کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ۱۰۰ کتابوں کا جمع کرنا بھی بڑا مسئلہ تھا لیکن نبیرۂ اعلیٰحضرت حضرت مولینا محمد توصیف رضا خاں صاحب، مولانا محمد شریف قادری صاحب لاہور، مولانا محمد شہاب الدین رضوی صاحب، مولانا عبدالستار ہمدانی صاحب، جناب محمد علی رضوی صاحب وغیرہ نے ہمارا تعاون کیا۔ ان کتابوں کا اجرا ۱۰ شوال ۱۴۱۸ھ کو بمبئی میں ہوگا۔ اس میں رضا اکیڈمی کی جانب سے نائب حضور مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد شریف الحق صاحب امجدی، بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب مبارکپوری، حضرت علامہ مفتی غلام محمد صاحب تاگبوری، حضرت علامہ ارشد القادری صاحب، اور حضرت علامہ مفتی محمد جلال الدین صاحب امجدی کو ان کی دینی و مذہبی اور مسلکِ اعلیٰحضرت کی ترویج و اشاعت میں نمایاں خدمات پر "امام احمد رضا ایوارڈ" پیش کیا جائے گا۔

دعا فرمائیں کہ رب تبارک و تعالیٰ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صدقے میں ہم اراکینِ رضا اکیڈمی کو مسلکِ اعلیٰحضرت کا سچا و پکا خادم بنائے۔

اسیرِ مفتیِ اعظم
محمد سعید نوری
بانی و سکریٹری جنرل رضا اکیڈمی۔ ۲۵ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ ہجری

فروغ اہلسنت کیلئے امام اہلسنت کا دس نکاتی پروگرام

① عظیم الشان مدارس کھولے جائیں۔ باقاعدہ تعلیمیں ہوں

② طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں

③ مدرسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں

④ طبائع طلبہ کی جانچ ہو جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے معقول وظیفہ دیکر اس میں لگایا جائے۔

⑤ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دیکر ملک میں پھیلائے جائیں کہ تحریراً و تقریراً و وعظاً و مناظرۃً اشاعتِ دین و مذہب کریں

⑥ حمایتِ مذہب و ردِّ بدمذہباں میں مفید کتب و رسائل مصنفوں کو نذرانے دے کر تصنیف کرائے جائیں

⑦ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوشخط چھاپ کر ملک میں مُفت تقسیم کئے جائیں۔

⑧ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں، آپ سرکوبیٔ اعدا کے لئے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

⑨ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں انھیں مہارت ہو لگائے جائیں۔

⑩ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بقیمت و بلاقیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ "آخر زمانہ میں دین کا کام بھی درم و دینار سے چلے گا" اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق و مصدوق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)



دارُالعلوم قادریہ صابریہ برکات رضا



DARUL ULOOM
QADRIA SABRIA BARKAAT-E-RAZA

Peeraan-e-Kalyar Sharif, Post Roorkee - 247667 Dist. Hairdwar, Uttrakhand, (INDIA)
Tel. : (01332) 276394 • Cell : 098970 78604
Website : darululoomkalyar.com • E-mail : darululoom@darululoomkalyar.com

RAZA OFFSET Mumbai-3 • Tel.: 23456313

Scanned with OKEN Scanner